عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۸تا۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۷/ دسمبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴۵

دینی تعلیم کی اہمیت وضرورت

تحفظِ حقوقِ نسواں؟

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی خصوصی تحریر

عالمی مجلس کے مبلّغین کا سہ ماہی اجلاس

خصوصی رپورٹ

سادہ اور آسان معاشرہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuw
http://www.khatm-e-nubuw

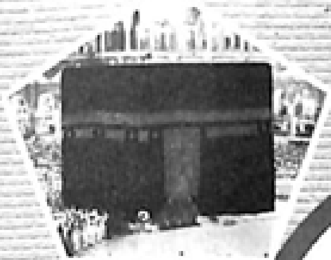

یدِاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مس

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات کرنا:

س:...... اگر باوجود استطاعت کے قربانی نہ کی تو کیا کفارہ دے؟

ج:...... اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ گناہگار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اجماع صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔

قادیانی کی دعوت کھانا جائز نہیں:

س:...... قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے، اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا:

س:...... اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنّت والجماعت رہتے ہوں، چند گھر قادیانی کے ہوں، ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا، ویسے راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں، قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا:

س:...... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے، محلّے کے ایک قادیانی کے گھر والوں کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا، میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور کرائے کے مکان میں الگ رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کرچکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھرانہ کو مدعو نہ کریں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورت حال میں جو بات صائب ہو، اس سے براہ کرم شریعت کا منشاء واضح کریں؟

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۴۵ ۸تا۱۵/ذوالقعدہ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا۷/دسمبر۲۰۰۶ء

بیاد

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہیدِ ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن مینیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

...ت	اداریہ	۴
...ی بل کیا ہے؟	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۶
...ی اہمیت وضرورت	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ	۱۳
...آسان معاش	منشی ذاکر حسین نعمانیؒ	۱۶
...کا مکروہ چہرہ!	مولانا سعید احمد جلال پوری	۲۰
...کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی	۲۴
...ایک نظر	ادارہ	۲۶

زرِ تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرِ تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

...: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
...روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(...
Old Numaish M.A.Jinnah Road,...
Ph: 2780337 Fax: 27803...

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

شومئ قسمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

نوے سالہ جدوجہد کے بعد جب ۱۹۷۴ء میں مسئلہ قادیانیت اسمبلی میں پیش ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے کفر واسلام کے فیصلہ کا مرحلہ آیا' اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہوں کو اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت کا موقع دیا گیا تو سب سے پہلے قادیانی گروپ کے سربراہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مرزا ناصر احمد کو بلایا گیا۔

چنانچہ جب مرزا ناصر احمد اپنے موقف کی وضاحت کے لئے قومی اسمبلی میں داخل ہوا تو اس نے سفید شلوار قمیض اور خوبصورت شملہ دار عمامہ زیب تن کر رکھا تھا' اوپر سے سفید داڑھی اور ہاتھ میں عصا نے اس کی شخصیت کو اس قدر پرکشش اور مسحور کن بنا رکھا تھا کہ اس کے اسمبلی میں داخل ہوتے ہی دین' ضروریات دین اور کفر واسلام کے اصول وقوانین سے ناواقف ارکان اسمبلی میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں' ارکان اسمبلی ایک دوسرے سے کھسر پھسر کرتے ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دیکھو مولویوں کا کیسا دماغ خراب ہے کہ اس جیسے مشبہ شکل انسان اور اس کے پیروکاروں کو بھی یہ کافر کہتے ہیں؟

اس وقت کے قائد حزب اختلاف اور علماء کے ترجمان حضرت مولانا مفتی محمودؒ' جنہوں نے مرزا ناصر پر جرح کرنا تھی' کا بیان ہے کہ ارکان اسمبلی کی بے چینی' چہ میگوئیاں اور کھسر پھسر جب میرے کانوں تک پہنچیں تو میں بہت ہی پریشان ہوگیا' اوپر سے جب ارکان اسمبلی کی معنی خیز نگاہیں اور طنزیہ فقرے بھی مجھ تک پہنچے تو میں مزید بے چین ہوگیا اور سوچنے لگا کہ ہماری بدقسمتی! کہ ہمیں یہ دن بھی دیکھنے پڑ رہے ہیں کہ:

> آج باغیان اسلام' مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے کفر واسلام کا فیصلہ ان ارکان اسمبلی کے رحم وکرم پر ہے جو خیر سے اسلام کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں اور وہ کسی شخص کے دین ومذہب اور صحیح وغلط کا معیار ان کے عقائد ونظریات کے بجائے ان کی منافقانہ شکل وصورت اور عیارانہ چال ڈھال کو قرار دیتے ہیں۔

بہرحال میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں کیں اور گڑگڑا کر بارگاہ الٰہی میں درخواست کی کہ:

> اے اللہ تو ہی مدد فرما اور تو ہی ان کو یہ مسئلہ سمجھا' ورنہ اگر خدانخواستہ اس بار قادیانیت کے کفر کا فیصلہ نہ ہوسکا تو نہ صرف یہ کہ نوے سالہ مسلمانوں کی قربانیوں اور تحریکوں پر پانی پھر جائے گا بلکہ آئندہ کبھی بھی یہ مسئلہ طے نہیں ہوسکے گا۔

چنانچہ وہ فرماتے تھے کہ جب میں نے مرزا ناصر احمد قادیانی سے اس کے دادا مرزا غلام احمد اور اس کے چچا مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتابوں سے مسلمانوں اور اس کے نہ ماننے والوں کے بارہ میں درج ذیل دو چار حوالے پڑھے مثلاً:

الف:...... ''یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان دوستی اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے' اور میری تصدیق کرتا ہے اور ان کتابوں میں' میں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں' ان سے نفع اٹھاتا ہے' مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷' روحانی خزائن جلد پنجم)

ب:...... ’’دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘

(نجم الہدیٰ ص:۵۳‘ روحانی خزائن جلد۱۴)

ج:...... ’’ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا‘ یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا‘ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

تب جا کر مسلمان ارکان اسمبلی کی آنکھیں کھلیں کہ مرزائی تو ان تمام لوگوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے یا اس پر ایمان نہیں رکھتے جنگل کے خنزیر‘ کنجریوں اور کتیوں کی اولاد کے علاوہ حرامی‘ کافر‘ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں‘ یوں اللہ کی مدد سے ان کو یہ مسئلہ سمجھ میں آیا اور متفقہ طور پر قادیانیت کے کفر کا فیصلہ ہوگیا۔

آج ۳۲ سال بعد ہم ٹھیک اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہیں کہ حدود آرڈی نینس کا مسئلہ زیر بحث ہے بلکہ ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کے ارکان سے ’’زیادہ پڑھے لکھے‘‘ اور ’’روشن خیال‘‘ افراد کے رحم و کرم پر ہے‘ بلاشبہ یہ ملک و ملت کی بدقسمتی اور لادین قوتوں بلکہ امریکا اور برطانیہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسلامی دفعات اور حدود آرڈی نینس کی تنفیذ و بقایا ترمیم و تنسیخ کا اختیار ان لوگوں کے ہاتھ میں آچکا ہے جو نہ صرف دین و مذہب سے ناآشنا ہیں بلکہ دین و مذہب سے خائف ہیں۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء سے نافذ حدود آرڈی نینس جو بہرحال زناکاری‘ بدکاری اور فحاشی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا اس پر ترمیم و تنسیخ کا تیشہ چلا کر اس کو مسخ کردیا گیا ہے اور اس مسخ شدہ آرڈی نینس کو بزور قوت قومی اسمبلی سے منظور کروالیا گیا ہے‘ نہ صرف یہی بلکہ قرآن و سنت سے ہم آہنگ ۲۷ سال سے نافذ حدود آرڈی نینس کو ’’ظالمانہ‘ جاہلانہ‘ آمرانہ اور کالا قانون‘‘ کہہ کر مسترد کردیا گیا‘ کیا یہ غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟ کہ قرآن و سنت کی نصوص سے ہم آہنگ قانون کو نعوذ باللہ جاہلانہ‘ ظالمانہ‘ آمرانہ اور کالا قانون کہا جائے‘ اور اس کی جگہ بدکاروں کے مفادات کے محافظ آرڈی نینس کو نافذ کرکے اپنے آقاؤں سے سند تحسین حاصل کی جائے؟

اے اللہ تو ہی ان ارکان اسمبلی کو یہ مسئلہ سمجھا دے ورنہ جمہوریت کی اندھی لاٹھی اور تیز چھری سے انہوں نے اسلام اور اسلامی اقدار کو ذبح کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔

خدا کرے کہ ہمارے ’’مسلمان‘‘ ارکان اسمبلی کو اس مسئلہ کی نزاکت کا احساس ہوجائے ورنہ خدانخواستہ اگر یہ قانون سینیٹ سے منظور ہوگیا اور جناب صدر نے بھی اس پر دستخط کردیئے تو بلاشبہ یہ ملک جنسی انارکی‘ بے راہ روی‘ بے حیائی‘ بے شرمی‘ زناکاری اور بدکاری میں کسی یورپی ملک سے قطعاً پیچھے نہیں رہے گا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی بذریعہ منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

ایک مطالعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی (سابق رکن شریعت اپیلٹ بنچ' سپریم کورٹ آف پاکستان)

حال ہی میں ''تحفظ خواتین'' کے نام سے قومی اسمبلی میں جو بل منظور کرایا گیا ہے' اس کے قانونی مضمرات سے تو وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو قانونی باریکیوں کی فہم رکھتے ہوں' لیکن عوام کے سامنے اس کی جو تصویر پیش کی جارہی ہے' وہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس نے خواتین پر جو بے پناہ مظالم توڑ رکھے تھے اس بل نے ان کا مداوا کیا ہے اور اس سے نہ جانے کتنی ستم رسیدہ خواتین کو سکھ چین نصیب ہوگا؟ یہ دعویٰ بھی کیا جارہا ہے کہ اس بل میں کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف نہیں۔

آیئے ذرا سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ یہ دیکھیں کہ اس بل کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟ وہ کس حد تک ان دعووں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں' پورے بل کا جائزہ لیا جائے تو اس بل کی جوہری (Substantive) باتیں صرف دو ہیں:

۱:...... پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر کی جو سزا قرآن وسنت نے مقرر فرمائی ہے اور جسے اصطلاح میں ''حد'' کہتے ہیں' اسے اس بل میں مکمل طور پر ختم کردیا گیا ہے' اس کی رو سے زنا بالجبر کے کسی مجرم کو کسی بھی حالت میں وہ شرعی سزا نہیں دی جاسکتی' بلکہ اُسے ہر حالت میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

۲:...... دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں جس جرم کو زنا موجب تعزیر کہا گیا تھا اسے اب ''فحاشی'' (Lewdness) کا نام دے کر اس کی سزا کم کردی گئی ہے اور اس کے ثبوت کو مشکل تر بنادیا گیا ہے۔

اب ان دونوں جوہری باتوں پر ایک ایک کرکے غور کرتے ہیں:

زنا بالجبر کی شرعی سزا ''حد'' کو بالکلیہ ختم کردینا واضح طور پر قرآن وسنت کے احکام کی خلاف ورزی ہے' لیکن کہا یہ جارہا ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد مقرر کی ہے' وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی ہے' جب زنا کا ارتکاب دو مرد وعورت نے باہمی رضامندی سے کیا ہو' لیکن جہاں کسی مجرم نے کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کیا ہو' اس پر قرآن وسنت نے کوئی ''حد'' عائد نہیں کی۔

آیئے پہلے یہ دیکھیں کہ یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟

قرآن کریم نے سورۂ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے:

''الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة''

ترجمہ: ''جو عورت زنا کرے' اور جو مرد زنا کرے' ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

اس آیت میں ''زنا'' کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے' اس میں رضامندی سے کیا ہوا زنا بھی داخل ہے اور زبردستی کیا ہوا زنا بھی' بلکہ یہ عقلی عام (Common Sense) کی بات ہے کہ زنا بالجبر کا جرم رضامندی سے کئے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے' لہٰذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہورہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا۔

اگرچہ اس آیت میں ''زنا کرنے والی عورت'' کا بھی ذکر ہے' لیکن خود سورۂ نور ہی میں آگے چل کر اُن خواتین کو سزا سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے' جن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو' چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

''ومن یکرههن فان الله من بعد اکراههن غفور رحیم۔''

ترجمہ: ''اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا' بہت مہربان ہے۔''

اس آیت سے واضح ہوگیا کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو' اُسے سزا نہیں دی جاسکتی' البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے' اس کے بارے میں زنا کی وہ حد جو سورۂ نور کی آیت نمبر۲ میں بیان کی گئی تھی' پوری طرح نافذ رہے گی۔

۲:...... سو کوڑوں کی مذکورہ بالا سزا غیر شادی شدہ شخص کے لئے ہے' سنت متواترہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر مجرم شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا' اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سنگساری کی یہ حد جس طرح رضا مندی سے کیے ہوئے زنا پر جاری فرمائی' اسی طرح زنا بالجبر کے مرتکب پر بھی جاری فرمائی:

"حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلی' راستے میں ایک شخص نے اُس سے زبردستی زنا کا ارتکاب کیا' اس عورت نے شور مچایا تو وہ بھاگ گیا' بعد میں اُس شخص نے اعتراف کرلیا کہ اُسی نے عورت کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص پر حد جاری فرمائی اور عورت پر حد جاری نہیں کی۔"

امام ترمذیؒ نے یہ حدیث اپنی جامع میں دو سندوں سے روایت کی ہے اور دوسری سند کو قابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب "الحدود" باب ۲۲' حدیث: ۱۴۵۳' ۱۴۵۴)

۳:....."صحیح بخاریؒ میں روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک باندی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرد پر حد جاری فرمائی' اور عورت کو سزا نہیں دی' کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی۔"

(صحیح بخاریؒ کتاب "الاکراہ" باب نمبر ۶)

لہٰذا قرآن کریم' سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا السلام اور خلفاء راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبہ کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضا مندی کی صورت میں لازم ہے' اسی طرح زنا بالجبر کی صورت میں بھی لازم ہے اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد (شرعی سزا) مقرر کی ہے' وہ صرف رضا مندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے' جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈی نینس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آرہے ہیں' پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اُس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے' اور جب وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکتی تو اُلٹا اُسی کو گرفتار کرکے جیل میں بند کردیا جاتا ہے' یہ وہ بات ہے جو عرصہ دراز سے بے تکان دہرائی جارہی ہے اور اس شدت کے ساتھ دہرائی جارہی ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں اور یہی وہ بات ہے جسے صدرِ مملکت نے بھی اپنی نشری تقریر میں اس بل کی واحد وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔

جب کوئی بات پروپیگنڈا کے زور پر گلی گلی اتنی مشہور کردی جائے کہ وہ بچہ بچہ کی زبان پر ہو تو اس کے خلاف کوئی بات کہنے والا عام نظروں میں دیوانہ معلوم ہوتا ہے' لیکن جو حضرات انصاف کے ساتھ مسائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں' میں انہیں دل سوزی کے ساتھ دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہ کرم پروپیگنڈے سے ہٹ کر میری آئندہ معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ میں خود پہلے وفاقی شریعت عدالت کے جج کی حیثیت سے اور پھر سترہ سال تک سپریم کورٹ کی شریعت ایپلٹ بنچ کے رکن کی حیثیت سے حدود آرڈی نینس کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی براہِ راست سماعت کرتا رہا ہوں' اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں آیا' جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکی' اور حدود آرڈی نینس کے تحت ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا' اس کی وجہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت چار گواہوں یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لئے تھی' لیکن اسی کے ساتھ دفعہ۱۰ (۳) زنا بالجبر موجب تعزیر کے لئے رکھی گئی تھی' جس میں چار گواہوں کی شرط نہیں تھی' بلکہ اس میں جرم کا ثبوت کسی ایک گواہ' طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کار کی رپورٹ سے بھی ہوجاتا تھا' چنانچہ زنا بالجبر کے بیشتر مجرم اسی دفعہ کے تحت ہمیشہ سزایاب ہوتے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو مظلومہ چار گواہ نہیں لاسکی' اگر اُسے کبھی سزا دی گئی ہو تو حدود آرڈی نینس کی کون سی دفعہ کے تحت دی گئی ہوگی؟ اگر یہ کہا جائے کہ اسے قذف (یعنی زنا کی جھوٹی تہمت لگانے) پر سزا دی گئی تو قذف آرڈی نینس کی دفعہ ۳ استثنا نمبر ۲ میں صاف صاف یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ جو شخص قانونی اتھارٹیز کے پاس زنا بالجبر کی شکایت لے کر جائے اُسے صرف اس بنا پر قذف میں سزا نہیں دی جاسکتی کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکا/کرسکی۔ کوئی عدالت ہوش وحواس میں رہتے ہوئے ایسی عورت کو سزا دے ہی نہیں سکتی' دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اسی عورت کو رضا مندی سے زنا کرنے کی سزا دی جائے' لیکن اگر کسی عدالت نے ایسا کیا ہو تو اس کی یہ وجہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خاتون چار گواہ نہیں لاسکی' بلکہ واحد ممکن وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ عدالت شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ عورت کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے' اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد پر یہ

الزام عائد کرے کہ اس نے زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور بعد میں شہادتوں سے ثابت ہو کہ اس کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ رضامندی کے ساتھ اس عمل میں شریک ہوئی تو اسے سزایاب کرنا انصاف کے کسی تقاضے کے خلاف نہیں ہے' لیکن چونکہ عورت کو یقینی طور پر جھوٹا قرار دینے کے لئے کافی ثبوت عموماً موجود نہیں ہوتا' اس لئے ایسی مثالیں بھی اکا دکا ہیں' ورنہ ۹۹ فیصد مقدمات میں یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ عدالت کو اس بات پر اطمینان نہیں ہوتا کہ مرد کی طرف سے جبر ہوا ہے' لیکن چونکہ عورت کی رضامندی کا کافی ثبوت بھی موجود نہیں ہوتا' اس لئے ایسی صورت میں بھی عورت کو شک کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حدود آرڈی نینس کے تحت پچھلے ۲۷ سال میں جو مقدمات ہوئے ہیں' ان کا جائزہ لے کر اس بات کی تصدیق آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ میرے علاوہ جن جج صاحبان نے یہ مقدمات سنے ہیں' ان سب کا تاثر بھی میں نے ہمیشہ یہی پایا کہ اس قسم کے مقدمات میں جہاں عورت کا کردار مشکوک ہو' تب بھی عورتوں کو سزا نہیں ہوتی' صرف مرد کو سزا ہوتی ہے۔

چونکہ حدود آرڈی نینس کے نفاذ کے وقت ہی سے یہ شور بکثرت مچا رہا ہے کہ اس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزا ہو رہی ہے' اس لئے ایک امریکی اسکالر چارلس کینیڈی یہ شور سن کر ان مقدمات کا سروے کرنے کے لئے پاکستان آیا' اس نے حدود آرڈی نینس کے مقدمات کا جائزہ لے کر اعداد و شمار جمع کئے اور اپنی تحقیق کے نتائج ایک رپورٹ میں پیش کئے جو شائع ہو چکی ہے' اس رپورٹ کے نتائج بھی مذکورہ بالا حقائق کے عین مطابق ہیں' وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"Women fearing conviction under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10(2)..... the women is exonerated of any wrong doing due to 'reasonable doubt' rule." (Charles Cannedy: The status of Women in Pakistan in Islamization of Laws P.74)

ترجمہ: ''جن عورتوں کو دفعہ ۱۰(۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے' وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰(۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجاتی ہیں' فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی ایسی قرائنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کرسکے' اس لئے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا کی) سزا دے دیتا ہے..... اور عورت ''شک کے فائدے'' والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔''

یہ ایک غیر جانبدار غیر مسلم اسکالر کا مشاہدہ ہے' جسے حدود آرڈی نینس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے' اور ان عورتوں سے متعلق ہے جنہوں نے بظاہر حالات رضامندی سے غلط کاری کا ارتکاب کیا اور گھر والوں کے دباؤ میں آکر اپنے آشنا کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرایا' ان سے چار گواہوں کا نہیں' قرائنی شہادت (Circumstantial Evidence) کا مطالبہ کیا گیا اور وہ قرائنی شہادت بھی ایسی پیش نہ کرسکیں جس سے جبر کا عنصر ثابت ہوسکے' اس کے باوجود سزا صرف مرد کو ہوئی اور شک کے فائدے کی وجہ سے اس صورت میں بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔

لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے' جس کی رو سے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت کو چار گواہ پیش نہ کرنے کی بنا پر الٹا سزایاب کیا جاسکے۔

البتہ یہ ممکن ہے اور شاید چند واقعات میں ایسا ہوا بھی ہو کہ مقدمے کے عدالت تک پہنچنے سے پہلے تفتیش کے مرحلے میں پولیس نے قانون کے خلاف کسی عورت کے ساتھ یہ زیادتی کی ہو کہ وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی' لیکن انہوں نے اسے زنا بالرضا میں گرفتار کرلیا' لیکن اس زیادتی کا حدود آرڈی نینس کی کسی خامی سے کوئی تعلق نہیں ہے' اس قسم کی زیادتیاں ہمارے ملک کی پولیس ہر قانون کی تنفیذ میں کرتی رہتی ہے' اس کی وجہ سے قانون کو نہیں بدلا جاتا' ہیروئن رکھنا قانوناً جرم ہے' مگر پولیس کتنے بے گناہوں کے سر ہیروئن ڈال کر انہیں تنگ کرتی ہے' اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہیروئن کی ممانعت کا قانون ہی ختم کردیا جائے۔

زنا بالجبر کی مظلوم عورتوں کے ساتھ اگر پولیس نے بعض صورتوں میں ایسی زیادتی کی بھی ہے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلوں کے ذریعے اس کا راستہ بند کیا ہے اور اگر بالفرض اب بھی ایسا کوئی خطرہ موجود ہو تو ایسا قانون بنایا جاسکتا ہے جس کی رو سے یہ طے کردیا جائے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کا آخری فیصلہ ہونے تک حدود آرڈی نینس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار نہیں کیا جاسکتا' اور جو شخص ایسی

مظلومہ کو گرفتار کر کے اسے قرار واقعی سزا دینے کا قانون بھی بنایا جاسکتا ہے' لیکن اس کی بنا پر "زنا بالجبر" کی حدِ شرعی کو ختم کردینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

لہٰذا:

زیرِ نظر بل میں زنا بالجبر کی حدِ شرعی کو جس طرح بالکلیہ ختم کردیا گیا ہے' وہ قرآن وسنت کے واضح طور پر خلاف ہے اور اس کا خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

فحاشی:

زیرِ نظر بل کی دوسری اہم بات ان دفعات سے متعلق ہے جو فحاشی کے عنوان سے بل میں شامل کی گئی ہیں' حدود آرڈی نینس میں احکام یہ تھے کہ اگر زنا پر شرعی اصول کے مطابق چار گواہ موجود ہوں تو آرڈی نینس کی دفعہ ۵ کے تحت مجرم پر زنا کی حد (شرعی سزا) جاری ہوگی' اور اگر چار گواہ نہ ہوں' مگر فی الجملہ جرم ثابت ہو تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اب اس بل میں حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۵ کے تحت زنا بالرضا کی حدِ شرعی تو باقی رکھی گئی ہے جس کے لئے چار گواہ شرط ہیں' لیکن بل کی دفعہ ۸ کے ذریعے اسے ناقابل دست اندازی پولیس قرار دے کر یہ ضروری قرار دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص چار گواہوں کو ساتھ لے کر عدالت میں شکایت درج کرائے' پولیس میں اس کی ایف آئی آر (FIR) درج نہیں کی جاسکتی اور اس طرح زنا قابلِ حد ثابت کرنے کے طریق کار کو مزید دشوار بنادیا گیا ہے' اسی طرح چار گواہوں کی غیر موجودگی میں زنا کی جو تعزیری سزا حدود آرڈی نینس میں تھی اس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں:

۱:......حدود آرڈی نینس میں اس جرم کو "زنا موجب تعزیر" کہا گیا تھا' اب زیرِ نظر بل میں اس کا نام بدل کر "فحاشی" (Lewdness) کردیا گیا ہے' یہ تبدیلی بالکل درست اور قابلِ خیر مقدم ہے' کیونکہ قرآن وسنت کی رُو سے چار گواہوں کی غیر موجودگی میں کسی کے جرم کو زنا قرار دینا مشکل تھا' البتہ اُسے "زنا" سے کم تر کوئی نام دینا چاہئے تھا' حدود آرڈی نینس میں یہ کمزوری پائی جاتی تھی جسے دور کرنے کی سفارش علماء کمیٹی نے بھی کی تھی۔

۲:......حدود آرڈی نینس میں اس جرم کی سزا دس سال تک ہوسکتی تھی' بل میں اسے گھٹا کر پانچ سال تک کردیا گیا ہے' بہرحال! چونکہ یہ تعزیر ہے' اس لئے اس تبدیلی کو بھی قرآن وسنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

۳:......حدود آرڈی نینس کے تحت "زنا" ایک قابل دست اندازی پولیس (Cognizable) جرم تھا' زیرِ نظر بل میں اُسے ناقابل دست اندازی پولیس جرم قرار دے دیا گیا ہے' چنانچہ اس جرم کی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کرائی جاسکتی' بلکہ اس کی شکایت (Complaint) عدالت میں کرنی ہوگی' اور شکایت کے وقت دو عینی گواہ ساتھ لے جانے ہوں گے' جن کا بیان حلفی عدالت فوراً قلم بند کرے گی' اس کے بعد اگر عدالت کو یہ اندازہ ہو کہ مزید کارروائی کے لئے کافی وجہ موجود ہے تو وہ ملزم کو سمن جاری کرے گی اور آئندہ کارروائی میں ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لئے ذاتی مچلکہ کے سوا کوئی ضمانت طلب نہیں کرے گی' اور اگر اندازہ ہو کہ کارروائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے تو مقدمہ اسی وقت خارج کردے گی۔

اس طرح "فحاشی" کے جرم کو ثابت کرنا اتنا دشوار بنادیا گیا ہے کہ اس کے تحت کسی کو سزا ہونا عملاً بہت مشکل ہے۔

اول تو اسلامی احکام کے تحت زنا اور فحاشی کا جرم معاشرے اور اسٹیٹ کے خلاف جرم ہے' محض کسی فرد کے خلاف نہیں' اس لئے اسے قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہئے' بلاشبہ اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس قرار دیتے وقت یہ پہلو ضرور مدِ نظر رہنا چاہئے کہ ہمارے معاشرے میں پولیس کا جو کردار رہا ہے' اس میں وہ بے گناہ جوڑوں کو جا و بیجا ہراساں نہ کرے' اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے متعدد فیصلے موجود ہیں' جن کے بعد یہ خطرہ بڑی حد تک کم ہوگیا تھا اور ستائیس سال تک یہ جرم قابل دست اندازی پولیس رہا ہے' اور اس دوران اس جرم کی بنا پر لوگوں کو ہراساں کرنے کے واقعات بہت ہی کم ہوئے ہیں' لیکن اس خطرے کا مزید سدباب کرنے کے لئے یہ کیا جاسکتا تھا کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے کا کوئی پولیس آفیسر کرے اور عدالت کے حکم کے بغیر کسی کو گرفتار نہ کیا جائے' ان اقدامات سے یہ رہا سہا خطرہ ختم ہوسکتا تھا۔

دوسرے شکایت کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرنا کہ وہ فوراً حد کی صورت میں چار اور فحاشی کی صورت میں دو عینی گواہ لے کر آئے' ہمارے فوجداری قانون کے نظام میں بالکل نرالی مثال ہے' ہمارے پورے نظامِ شہادت میں حدود کے سوا کسی بھی مقدمے یا جرم کے ثبوت کے لئے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں ہے' بلکہ کسی چشم دید گواہ کے بغیر صرف قرائنی شہادت (Circumstantial Evidence) پر بھی فیصلے ہوجاتے ہیں' چنانچہ زیرِ نظر جرم میں طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیے کی رپورٹیں شہادت کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں' شرعاً تعزیر کسی ایک قابل اعتماد گواہ پر بھی جاری کی جاسکتی ہے اور قرائنی شہادت پر بھی۔ لہٰذا تعزیر کے معاملے میں عین شکایت درج کراتے وقت دو گواہوں کی شرط لگانا فحاشی کے مجرموں کو غیر ضروری تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

اسی طرح ایسے ملزم کے لئے یہ لازم کردینا کہ اس سے ذاتی مچلکے کے سوا کوئی اور ضمانت طلب نہیں کی جاسکے گی' عدالت کے ہاتھ باندھنے کے مترادف ہے' مقدمے کے حالات مختلف ہوتے ہیں اور اسی لئے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت عدالت کو پہلے ہی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حالات مقدمہ کے تحت اگر چاہے تو صرف ذاتی مچلکے پر ملزم کو رہا کردے اور اگر چاہے تو اس سے دوسروں کی ضمانت بھی طلب کرے' ہلکے سے ہلکے جرم میں بھی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے' لیکن "فحاشی" جیسے جرم پر عدالت سے یہ اختیار سلب کرلینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ اگر مقدمے کی کافی وجہ موجود نہ ہو تو عدالت مقدمہ خارج کردے گی' سو عدالت کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۳ کے تحت پہلے ہی یہ اختیار حاصل ہے' اسے اس بل کا دوبارہ حصہ بنانے کا مقصد غیر واضح ہے۔

۴:...... حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا موجب حد کا الزام ہو' اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں' لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہوجائے تو اسے دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت تعزیری سزا دی جاسکتی تھی' لیکن زیر نظر بل کی رو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ ۲۰۳-سی کا جو اضافہ کیا گیا ہے' اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا موجب حد کے الزام سے بری ہوگیا ہو' اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جاسکتا۔

اب یہ بات ظاہر ہے کہ زنا موجب حد کے لئے جو سخت ترین شرائط ہیں وہ بعض اوقات محض فنی وجوہ سے پوری نہیں ہوتیں' ایسی صورت میں جبکہ مضبوط شہادتوں سے فحاشی کا جرم ثابت ہو تو اس پر نہ صرف یہ کہ زنا کا مقدمہ سننے والی عدالت کوئی سزا جاری نہیں کرسکتی' بلکہ اس کے خلاف فحاشی کی کوئی نئی شکایت بھی درج نہیں کی جاسکتی' سوچنے کی بات ہے کہ ایسے شخص کے خلاف فحاشی کا مقدمہ دائر کرنے پر کلی پابندی عائد کردینا فحاشی کو تحفظ دینے کے سوا اور کیا ہے؟

اسی طرح مجوزہ بل کی دفعہ ۱۲-اے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زنا بالجبر (موجب تعزیر یعنی ریپ) کا الزام ہو تو اس کے مقدمے کو کسی بھی مرحلے پر فحاشی کی شکایت میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

اس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہوجائے گا اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

جس زمانے میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں تھا' اس زمانے میں زنا بالجبر کے ملزمان اپنے دفاع میں یہ موقف اختیار کرتے تھے کہ زنا بے شک ہوا ہے' لیکن عورت کی رضامندی سے ہوا ہے' چنانچہ اگر عورت کی رضامندی کا عدالت کو شبہ بھی ہوجاتا تو وہ ملزم کو بری کردیتی تھی۔ حدود آرڈی نینس میں زنا بالجبر کے ملزم کے لئے اپنے دفاع میں یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہی تھی' کیونکہ عورت کی رضامندی کے باوجود زنا جرم تھا اور جو عدالت زنا بالجبر کے مقدمے کی سماعت کررہی ہے' وہی اس کو زنا موجب تعزیر کے تحت سزا دے سکتی تھی' لیکن اس نئی ترمیم کے بعد تقریباً وہی صورت لوٹ آئی ہے کہ اگر ملزم دھڑلے سے یہ کہے کہ میں نے عورت کی مرضی سے زنا کیا تھا اور عورت کی مرضی کا کوئی شبہ پیدا کردے تو کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا' وہ عدالت جو اس کا یہ اعتراف سن رہی ہے' وہ تو اس لئے اس کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتی کہ مذکورہ بالا دفعہ نے اس کا یہ اختیار سلب کرلیا ہے کہ وہ زنا بالجبر کے مقدمے کو کسی وقت فحاشی کی شکایت میں تبدیل کرے اور اگر اس کے خلاف از سر نو فحاشی کا مقدمہ دائر کیا جائے تو اس امکان کے بارے میں دفعہ کے الفاظ مجمل ہیں' لیکن اگر کوئی اور وجہ بھی موجود نہ ہو تو دائر نہ کرسکنے کی یہ وجہ بھی کافی ہے کہ اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص دو عینی گواہوں کے ساتھ جاکر عدالت میں استغاثہ (Compaint) دائر کرے' اور یہاں دو عینی گواہ موجود نہیں ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص جرم سے بالکلیہ بری ہوجائے گا اور اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی نئی کارروائی بھی نہیں ہوسکے گی۔

سوال یہ ہے کہ جس فحاشی کو جرم قرار دیا گیا ہے' وہ واقعتاً کوئی جرم ہے یا نہیں؟ اگر جرم ہے تو اس کو تحفظ دینے اور مجرم کا اس کی سزا سے بچاؤ کرنے کے لئے یہ دنیا سے نرالے قواعد کیوں وضع کئے جارہے ہیں؟

حدود آرڈی نینس میں کچھ مزید ترمیمات:

زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈی نینس میں کچھ اور ترمیمات بھی کی گئی ہیں' مثلاً:

۱:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہوجائے تو اس کی سزا کو معاف یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ میں کہا گیا تھا کہ ضابطہ فوجداری کے باب ۱۹ میں صوبائی حکومت کو سزا معطل کرنے' اس میں تخفیف کرنے یا تبدیلی کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے' وہ حد کی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوگا۔ زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈی نینس میں ایک اور اہم اور سنگین تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ حدود آرڈی نینس کی اس دفعہ ۲۰ شق ۵ کو ختم کردیا گیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عدالت کسی کو حد کی سزا دیدے تو حکومت کو ہر

وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سزا میں تبدیلی یا تخفیف کر سکے۔

یہ ترمیم قرآن وسنت کے واضح ارشادات کے خلاف ہے' قرآن کریم کا ارشاد ہے:

''ماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم۔''

ترجمہ: ''جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کردیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر بھی اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے۔'' (الاحزاب:۳۶)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ واقعہ مشہور ومعروف ہے' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی عورت کے حق میں سفارش کرنے پر جس پر حد کا فیصلہ ہو چکا تھا اپنے محبوب صحابی حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔ (صحیح بخاری کتاب "الحدود" باب ۱۲' حدیث:۶۷۸۸)

اس بنا پر پوری امت کا اجماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی صراحتاً قرآن و سنت کے خلاف ہے۔

۲:.....حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۳ میں کہا گیا تھا کہ اس آرڈی نینس کے احکام دوسرے قوانین پر بالا رہیں گے' یعنی اگر کسی دوسرے قانون اور حدود آرڈی نینس میں کہیں کوئی تضاد ہو تو حدود آرڈی نینس کے احکام قابل پابندی ہوں گے' زیر نظر بل میں اس دفعہ کو ختم کردیا گیا ہے۔

یہ وہ دفعہ ہے' جس سے نہ صرف بہت سی قانونی پیچیدگیاں دور کرنا مقصود تھا بلکہ ماضی میں بہت سی ستم رسیدہ خواتین کی مظلومیت کا سدباب اسی دفعہ کے ذریعہ ہوا تھا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عائلی قوانین کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو وہ طلاق اس وقت تک موثر نہیں ہوتی جب تک اس کا نوٹس یونین کونسل کے چیئرمین کو نہ بھیجا جائے' اگرچہ شرعی اعتبار سے طلاق کے بعد عدت گزار کر عورت جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے' لیکن عائلی قوانین کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس نہ جائے قانوناً وہ طلاق دینے والے شوہر کی بیوی ہے اور اسے کہیں اور نکاح کی اجازت نہیں ہے' اب ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ شوہر نے طلاق کا نوٹس یونین کونسل میں نہیں بھیجا اور عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر عدت کے بعد دوسری شادی کرلی' اب اس ظالم شوہر نے عورت کے خلاف زنا کا دعویٰ کردیا' کیونکہ عائلی قوانین کی رُو سے وہ ابھی تک اس کی بیوی تھی' جب اس قسم کے بعض مقدمات آئے تو سپریم کورٹ کی شریعت بنچ نے حدود آرڈی نینس کی دوسرے امور کے علاوہ اس دفعہ ۳ کی بنیاد پر ان خواتین کو رہائی دلوائی اور یہ کہا کہ آرڈی نینس چونکہ شریعت کے مطابق بنایا گیا ہے اور شریعت میں اس عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے' اس لئے اس کے نکاح کے بارے میں عائلی قانون کا اطلاق نہیں ہوگا' کیونکہ یہ قانون دوسرے تمام قوانین پر بالا ہے۔

اب اس دفعہ کو ختم کرنے کے بعد اور بالخصوص آرڈی نینس میں نکاح کی جو تعریف تھی' اسے بھی بل کے ذریعے ختم کردینے کے بعد ایک مرتبہ پھر خواتین کے لئے یہ دشواری پیدا ہونے کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

علماء کمیٹی میں ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور بالآخر اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ لکھی جائے گی:

"In the interpretation and application of this Ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah shall have effect, not with standing any thing contained in any other law for the time being in force."

یعنی: ''اس آرڈی نینس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں' بہرصورت موثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔''

لیکن اب جو بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا ہے' اس میں سے یہ دفعہ بھی غائب ہے' اور اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۳:.....قذف آرڈی نینس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان کا طریقہ درج ہے' یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کرسکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کردیا جائے گا۔ قذف آرڈی نینس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا' جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو' زیر نظر بل میں یہ حصہ حذف کردیا گیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو

عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی نہ اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

نیز قذف آرڈی نینس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کرلے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی‘ زیر نظر بل میں یہ حصہ بھی حذف کردیا گیا ہے‘ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں‘ جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے اور اُسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی قرآن وسنت کے احکام کے خلاف ہے۔

۴:......زنا آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر عدالت کو شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ ملزم نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا ہے جو حدود آرڈی نینس کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت جرم ہے تو اگر وہ جرم عدالت کے دائرہ اختیار میں ہو تو وہ ملزم کو اس جرم کی سزا دے سکتی ہے۔

یہ دفعہ عدالتی کارروائیوں میں پیچیدگی ختم کرنے کے لئے تھی‘ لیکن زیر نظر بل میں عدالت کے اس اختیار کو بھی ختم کردیا گیا ہے۔

زیر نظر بل میں صورتحال یہ ہے کہ زنا سے ملتے جلتے تمام تعزیری جرائم کو حدود آرڈی نینس سے نکال کر تعزیرات پاکستان میں منتقل کردیا گیا ہے‘ اور حدود آرڈی نینس میں صرف زنا بالرضا موجب حد کا جرم باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی مرد پر زنا موجب حد کا الزام ہو‘ لیکن شہادتوں کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہوجائے کہ مرد نے عورت پر زبردستی کی تھی‘ یا زنا ثابت نہ ہو‘ لیکن عورت کو اغوا کرنا ثابت ہوجائے تو عدالت ملزم کو نہ ریپ کی سزا دے سکے گی نہ اغوا کرنے کی اور عدالت یہ جانتے بوجھتے اسے چھوڑ دے گی کہ اس نے عورت کو اغوا کیا تھا اور اس پر زبردستی کی تھی‘ اس کے بعد یا تو ملزم بالکل چھوٹ جائے گا یا اس کے لئے ازسرِنو اغوا کی نالش کرنی ہوگی اور عدالتی کارروائی کا نیا چکر نئے سرے سے شروع ہوگا۔

قانون سازی بڑا نازک عمل ہے‘ اس کے لئے بڑے ٹھنڈے دل ودماغ اور یکسوئی اور غیر جانبداری سے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جب پروپیگنڈے کی فضا میں صرف نعروں سے متاثر اور مرعوب ہوکر قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اسی قسم کی صورت حال کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے‘ پھر عدالتیں نئے قانون کی تعبیر وتشریح کے لئے عرصہ دراز تک قانونی موشگافیوں میں الجھی رہتی ہیں‘ مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں‘ اور مظلوموں کی دادرسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

☆☆..................☆☆

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر جن کا مفصل ذکر پیچھے آ گیا ہے‘ زیر نظر بل کی اہم خرابیاں یہ ہیں:

۱:......زیر نظر بل میں ”زنا بالجبر“ کی حد کو جس طرح بالکلیہ ختم کردیا گیا ہے‘ وہ قرآن وسنت کے احکام کے بالکل خلاف ہے‘ خواتین کے ساتھ پولیس کی زیادتی کا اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا سدباب اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈی نینس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے۔

۲:...... جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہوجائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے‘ لہٰذا زیر نظر بل میں زنا آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ شق (۵) کو حذف کرکے حکومت کو سزا میں تخفیف وغیرہ کا جو اختیار دیا گیا ہے‘ وہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔

۳:......”زنا بالرضا موجب حد“ اور ”فحاشی“ کو ناقابل دست اندازی پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیئے گئے ہیں‘ وہ ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بنادینے کے مترادف ہیں۔

۴:......عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں‘ مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے‘ یا اس کے نتیجے میں مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوں گے اور عدالتی پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی۔

۵:......”قذف“ آرڈی نینس میں ترمیم کرکے مرد کو یہ چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کرکے عورت کو معلق چھوڑ دے‘ قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

۶:......”قذف آرڈی نینس“ میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضاکارانہ اقرار جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جاسکے گی۔

ارکان پارلیمنٹ اور ارباب اقتدار سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کرکے بل کی اصلاح کریں‘ اور قوم کو اس مخمصے سے نجات دلائیں‘ جس میں وہ مبتلا ہوگئی ہے۔

دینی تعلیم

کی اہمیت وضرورت

مولانا سیّدابوالحسن علی ندویؒ

میری اور میرے رفقا کی تعریف میں جو باتیں کہی گئیں اور سپاسنامہ پیش کیا گیا میں سن رہا تھا' مجھے یہ خیال ہورہا تھا کہ تعلق اور محبت یہ باتیں کہلوارہی ہے ورنہ حقیقت میں' میں ایک عام خادم علوم اسلامیہ کہا جاسکتا ہوں' اس لئے کہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک مدت سے تدریس اور تعلیم کا کام کررہا ہوں اور ظاہر ہے کہ جو بھی تعلیم وتدریس کا کام انجام دے گا' اس کے بہت سے شاگرد بھی ہوجائیں گے اور اس سے ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچا ہو' یہ کوئی بڑی عظمت یا خصوصیت کی بات نہیں ہے۔

الحمدللہ! بہت سے مدارس قائم اور وہاں لوگ درس وتدریس کا کام انجام دے رہے ہیں' ان سب کو یہ فضیلت حاصل ہے' باقی جہاں تک اس مدرسہ کا تعلق ہے تو یہ مولانا معین اللہ صاحب ندوی کی دلچسپی کا مرکز ہے' ان کا قائم کیا ہوا ہے اور مولانا مدظلہ سے میرا تعلق بہت زمانہ کا ہے' جس کو میں کہہ سکتا ہوں کہ شاید نصف صدی اب ہورہی ہے' جب سے میرا ان کا تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے جیسے ایک خاندان کے دو افراد کا ہوتا ہے' وہ مجھ سے بڑے ہیں' مجھ سے وہ آٹھ' نو سال بڑے ہیں' میرے لئے وہ بزرگ ہیں لیکن میرا ان کا ساتھ خاصا رہا اور بے تکلفی بھی رہی اور خیالات میں' نظریات میں' بڑی یکسانی رہی تو ان کی ہر چیز سے مجھ کو تعلق ہے اور جو ان کے پیش نظر ہے اور جو مقصد ہے اس مقصد کو میں بہت عزیز سمجھتا ہوں اور وہ مقصد بہت صحیح مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان بنایا جائے' اس لئے کہ مسلمان اپنے راستہ سے بہت ہٹ گئے ہیں اور وہ نام کے مسلمان ہوکر رہ گئے ہیں اور اس کے ساتھ ان میں بڑا جذبہ وفکر بھی نہیں' ان کے بعد آنے والی نسلیں نام کی بھی مسلمان رہ سکیں گی یا نہ رہ سکیں گی' مسلمان کھانے پینے میں لگے ہوئے ہیں' اپنے ذاتی اور دنیاوی منافع کے حصول میں سارا وقت صرف کرتے ہیں اور سارا اپنا ذہن اس میں لگائے ہوئے ہیں ان کو اس بات کی فکر نہیں ہے کہ ان کے بچوں کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے اور بچے کیا ہونے والے ہیں؟ چنانچہ آپ دیکھیں گے جہاں کہیں غفلت کا بہت زیادہ وجود آپ کو ملے گا' وہاں نئی نسل کو آپ بالکل دین سے دور دیکھیں گے بلکہ بعض اوقات ان کو مسلمان سمجھنا اور ماننا بھی مشکل ہورہا ہے' اور اگر یہ بات بڑھتی چلی گئی اور چھاگئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں مسلمان باقی نہ رہ جائیں گی' ان کو مسلمان باقی رکھنے کے لئے سب سے موثر ذریعہ اور کامیاب ذریعہ یہ مدارس ہیں اور خاص طور پر یہ مکاتب اور ابتدائی تعلیم کے جو مدارس ہیں' ان کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے' اگر مسلمانوں نے ان مدارس کی حفاظت کی اور ان کو فروغ دیا اور ان کو پھیلایا اور پھر ان کی حفاظت کی اور ان کو تقویت پہنچائی اور ان کو جاری رکھنے کے جو طریقے ہیں ان کو اختیار کیا تو انشاء اللہ آنے والی نسلیں خاص حد تک محفوظ ہوجائیں گی اور وہ کم سے کم اتنا دین سے تعلق رکھنے والی ہوں گی جیسے آپ اور ہم رکھتے ہیں اور اگر ہم نے دلچسپی نہیں لی تو پھر خدا حافظ ہے' یعنی پھر نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمان رہیں گے یا نہیں' جانتے ہو جو لوگ اندر سے واقف ہیں جو اعداد وشمار دیکھتے ہیں وہ بڑی تشویش میں مبتلا ہیں اور بہت پریشانی میں ہیں' اس خیال سے کہ جو صورتحال چل رہی ہے' اسلام دشمنی کی اور اسلام کے اثرات کو مٹانے کی اس صورتحال میں اگر مسلمانوں نے غفلت کی تو اسلام کے مٹ جانے کا خطرہ ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو بالکل ناممکن ہو' آپ نے ابھی تقریر میں سنا ہوگا کہ اندلس میں مسلمان ختم ہوگئے' حالانکہ مسلمانوں نے اندلس میں سات سو سال تک حکومت کی' بلکہ اس سے بھی زیادہ اور انہوں نے ایسے ایسے عظیم آثار چھوڑے ہیں کہ دنیا میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے' ایسی ایسی مسجدیں وہاں بنائیں کہ وہ اپنی حسن تعمیر کے لحاظ سے اور فنی خصوصیات سے بالکل نادر ہیں اور ابھی وہ آثار موجود ہیں مٹ نہیں سکے ہیں وہ آثار نمونہ ہیں لوگ دیکھتے ہیں اور عش عش کرتے ہیں' اس کے باوجود مسلمان وہاں نہیں رہ سکے' اس لئے کہ انہوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے ان کی آئندہ نسلیں محفوظ ہوسکیں اور یہ چیز حقیقت میں اس وقت ہوتی ہے کہ جب' ہمیں دین کی غیرت ہو' احساس

ہو ہم کو کم سے کم وہ احساس جو ہمیں اپنی اولاد کی اقتصادی کامیابی کے سلسلہ میں ہوتا ہے کہ ہمارا لڑکا کیا کرے گا' کیسے کھائے گا' کیسے کمائے گا' کیسے رہے گا' اور اس کا کیا ہوگا؟ جس طرح ہمیں اس کی فکر ہوتی ہے' اگر اسی طرح ہمیں اس کی دین کی بقا کی فکر نہیں ہے تو اس کا دین باقی رہنا مشکل ہے' خاص طور پر جب کہ دشمن طاقتیں لگی ہوئی ہوں' تب تو اور مشکل ہے اور جو خطرناک نتیجہ نکلنے کا خطرہ ہے وہ اور جلدی نکل آئے گا' اس لئے بھائی ان مدرسوں کی قدر کیجئے اور اس کو فروغ دیجئے اور اس پر اپنی فکرمندی اور اپنی توجہ کا ایک حصہ لگائیے' ان کے لئے کہ یہ کس کے لئے ہو رہا ہے کرنے والے صرف اپنی اولاد کے لئے نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ سب کی اولاد کے لئے کر رہے ہیں' یہ انتظامات سب کے لئے ہیں' آپ کے لئے ہیں' آپ کے دوستوں کے لئے ہیں' آپ کے بھائیوں اور عزیزوں کے لئے ہیں' آپ کے یہ ہمدرد کارکن اخلاص کا معاملہ کر رہے ہیں' ہمدردی کا معاملہ کر رہے ہیں' آپ ان کی ہمدردی نہ صرف یہ کہ قبول کیجئے بلکہ ان کی ہمدردی کی قدر کیجئے اور ان کی اس ہمدردی میں شریک ہو جائیے' اس لئے کہ معاملہ خود آپ کی ذات کا ہے' ایک باپ کیسے اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ جن چیزوں پر اس کا عقیدہ ہے اور جن چیزوں کو وہ قطعی اور صحیح سمجھتا ہے اور وہ اس کے نزدیک عزت اور کامیابی کے اسباب میں ہے وہ چیزیں اس کی اولاد کو حاصل نہ ہوں اور اس کی اولاد کسی اور کی جھولی میں چلی جائے' بجائے آپ کی جھولی میں رہنے کے اور آپ کے خاندان کی جھولی میں رہنے کے اور آپ کے مذہب کی جھولی میں رہنے کے کسی دوسرے اہل مذہب کی جھولی میں چلی جائے کس طرح ایک باپ اس کو گوارا کر سکتا ہے؟

لیکن جو صورتحال ہمیں نظر آ رہی ہے' اس میں یہ ہو رہا ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس نہیں ہے اور ہم کو اپنے دین کی غیرت نہیں' اپنے مذہب کی غیرت نہیں اور اپنے آباؤ اجداد کے اس ورثہ کی غیرت نہیں جو ہم کو ان سے ملا ہے۔

تو بھائی اس ملک میں جہاں سیکولر حکومت قائم ہے' اگر آپ خود اپنی فکر نہیں کریں گے' اپنے مذہب کے بقا کی فکر نہیں کریں گے تو اس مذہب کو باقی رکھنے کے لئے کوئی دوسری طاقت موجود نہیں ہے' حکومت یا اکثریت سے آپ کو کوئی توقع نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کو اپنے فرض کے طور پر آپ کو کرنا چاہئے وہ اس کو مٹانے کی کوشش کریں گے' اس لئے کہ وہ سیکولر ہیں اور دوسرے مذہب کے لوگ ہیں' لہٰذا آئندہ دین کی حفاظت ہم کو خود کرنی ہے اور ہم جس طرح دین سے تعلق رکھتے ہیں' اگر دین سے وابستہ نہ ہوتے تو یہاں بیٹھے نہ ہوتے اور مسجدوں میں نہ آتے' اتنا دین سے ہم کو تعلق ہے' لیکن یہ تعلق ہماری اولاد کو رہے گا یا نہیں؟ اس کو ہمیں سوچنا چاہئے' اگر اس کے لئے ہم کچھ کر سکتے ہیں تو کرنا چاہئے' اگر نہیں کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بالکل بے غیرت ہیں' ہم کو نہ اپنی قدروں کی غیرت ہے نہ دین کی غیرت ہے' نہ اس دینی و اخلاقی ورثہ کی غیرت ہے جو ہم کو ہمارے اسلاف سے ملا ہے اور جب کوئی شخص اس طرح مدرسہ قائم کرتا ہے تو اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل دین سے آشنا رہے' دین پر قائم رہے' یہ لوگ اسی کے لئے مدرسہ قائم کرتے ہیں' چندہ لاتے ہیں اور اس کے لئے محنت کرتے ہیں' وقت صرف کرتے ہیں تو آپ کا کم سے کم فریضہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ تعاون کریں اور ان جیسا کام اور پھیلائیں اور عام کریں' ان اداروں کی قدر کیجئے۔

مجھ کو مولانا معین اللہ صاحب ندوی نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں حاضر ہوں' میں ان کی اس محنت کی قدر میں یہاں حاضر ہوا' انہوں نے یہ باغ لگایا ہے کہ ان کے دل سے یہ بات لگی ہوئی ہے کہ یہ باغ ہرا بھرا رہے اور ترقی کرتا رہے' ایک بڑا باغ ہمارے مولانا ابوالبرکات صاحب نے لگایا ہے' آپ کے اسی انداز میں اور ایک باغ یہ ہے' جو باغ بھی اس سلسلہ میں لگایا جائے' جس سے آپ کی نئی نسل کو غذا پہنچے گی' جس سے آپ کی نئی نسل اپنے مذہب پر باقی رہے گی' اس باغ کی قدر کیجئے اور اس کی جو کچھ مدد کر سکتے ہیں' مدد کیجئے اور ان لوگوں کا ہاتھ بٹائیے جو اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں' اس لئے کہ وہ آپ کی خاطر یہ کوشش کر رہے ہیں' آپ کے اخلاص میں' آپ کی محبت میں اور اس احساس میں یہ کوشش کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور ہم کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے' اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ یہ احساس ہم میں کتنا ہے' اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں؟ میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا' آپ نے بہت مفید تقریریں سنی اس سے فائدہ اٹھائیں اور میں نے اسی روح کو مزید بیدار کرنے کے لئے چند الفاظ کہے ہیں' ان مدرسوں کی قدر کیجئے اور جتنے زیادہ یہ مدرسے قائم ہو سکیں میرے نزدیک تو ہر محلے میں ایک نہ ایک مکتب ایک نہ ایک ابتدائی مدرسہ ہونا چاہئے' یہ کوئی ضروری نہیں کہ آپ بہت بڑا جامعہ قائم کریں' وہ تو بہت باہمت لوگ جیسے مولانا معین اللہ صاحب اور مولانا ابوالبرکات صاحب جیسے قائم کرتے ہیں' لیکن آپ ابتدائی مدارس تو قائم کر سکتے ہیں' مکاتب قائم کر سکتے ہیں' ہر محلہ میں ایسے مکتب ہونے چاہئیں' ہر محلہ میں چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونے چاہئیں جن میں بچوں کی تعلیم ہو سکے بچوں کو دین سکھایا جا سکے باقی رہی دنیا تو وہ آپ سیکھ ہی لیں گے' راستے اس کے

بہت کھلے ہوئے ہیں' اس کے تو بہت وسائل اور امکانات پائے جاتے ہیں' لیکن یہ مدارس بہت کم ہیں' اگر آپ نے فکر نہیں کی تو دین کا علم بچوں کو نہیں ہو سکے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے لفظ سے واقف ہوں گے اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے گا۔

خدانخواستہ ہم نے دینی علم حاصل نہ کیا تو کہیں گے کہ ہمارے ہاں فلاں عزیز کا نام محمد ہے' اس سے زیادہ نہیں جانیں گے ان کو بتانا پڑے گا' اگر آپ نہیں بتاتے تو خدانخواستہ اسی طرح نتائج نکلیں گے' جو میں نے آپ سے کہا' دین یوں محض آسمان سے ٹپک نہیں پڑے گا' اللہ تعالیٰ کی سنت یہ نہیں ہے کہ دین آسمان سے ٹپک پڑے' اس نے اپنے رسول کے ذریعہ اپنے دین کو بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ اس کو آپ پھیلائیں اور ایک جاننے والا دوسرے نہ جاننے والے کو پہنچائے' اگر جاننے والا نہ جاننے والے کو نہیں پہنچائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ اگر آپ کے بیٹے کو نہیں بتایا جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اور اللہ تعالیٰ کی کیا عظمت ہے اور کیا اس کی وحدانیت ہے تو بچہ نہیں جانے گا' چاہے آپ کو رنج ہو یا خوشی ہو' بچہ نہیں جانے گا' بتانے پر جانے گا' کون بتائے گا؟ اگر مکتب نہ ہوئے یہ مدرسے نہ ہوئے اور تعلیم کا سلسلہ نہ ہوا' چاہے صرف ابتدائی تعلیم ہو لیکن اس کا انتظام ہونا چاہئے' اگر ابتدائی تعلیم کے مراکز قائم کر لیتے ہیں تو بہت بڑا فرض انجام پا جائے گا۔ بچے کے دل میں اسلام کی اور دین کی محبت پیدا ہو جائے گی' وہ اللہ اور رسول کے نام سے واقف ہو جائے گا وہ ضروری عقائد تو جان جائے گا وہ ضروری اخلاق جو مسلمان کے اخلاق ہیں وہ تو اسے معلوم ہو جائیں گے لیکن یہ بہت بڑی جیت ہے' بہت بڑی کامیابی ہے' لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب مکاتب قائم کئے جائیں گے' جہاں جا کر بچے سیکھ سکیں اور پڑھ سکیں ورنہ محض تمنا سے یا خواہش سے یہ کام نہیں ہوگا۔

تو بھائیو! اس کی فکر کیجئے اور قدر کیجئے اس مدرسہ کی اور جو مدرسے بھی قائم ہیں وہ بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں' آپ کی نئی نسلوں کے لئے یہ انتظام کر رہے ہیں' آپ ان کا ہاتھ بٹایئے اور خوش ہوئیے اور بڑی قیمتی چیز سمجھئے' اگر آپ قدر کریں گے تو قدر اپر اللہ تعالیٰ دیتا ہے: "لئن شکرتم لازیدنکم" فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم تم کو اور زیادہ دیں گے' شکر کا مطلب کیا ہے؟

یہ کہ اس کی قدر کیجئے' قدر کرنا ہی شکر ہے' آپ کو کوئی ہدیہ ملے' آپ خوش ہو کر لیں اور کہیں کہ آپ کا شکریہ' آپ نے ہم کو ہماری بڑی ضرورت کی چیز عنایت فرمائی' ہم آپ کے بڑے مشکور ہیں اور اس کو لے کر بہت خوشی خوشی گھر جائیں تو معلوم ہوا کہ قدر کی آپ نے' اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیز حاصل ہو رہی ہے۔

☆☆..........☆☆

بخل ایک عذاب

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسلاف فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جب کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو ان کے بدترین لوگوں کو ان کا حکمران بنا دیتا ہے اور ان کی معیشت اور کاروبار پر بخیلوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بخیل کی طرف دیکھنے سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے اور اس کی ملاقات سے مومن کا دل غمگین ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی بہن ام البنین رحمہا اللہ کا قول ہے: بخل اور بخیل سے اللہ کی پناہ! اگر بخل قمیص ہوتا تو میں اسے کبھی نہ پہنتی اور اگر وہ کوئی راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی۔ (احیاء علوم الدین)

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا رفقاء سے خطاب

ملتان (رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی انتظامیہ میٹنگ میں مجلس کے مبلغین اور کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجلس احرار اسلام صرف جماعت نہیں تھی بلکہ تقدیر الٰہی سے اکٹھے ہونے والے مجاہدین ختم نبوت کا مجموعہ تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میں ہاشمیت کا جلال تھا اور اتنے کمالات کے باوجود دعاؤں کے لئے بزرگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ دعا آپ کریں اور توپ کے گولے میں برساتا ہوں' خالی الذہن کھڑے ہوئے' کہاں سے بات شروع کرتے اور کتنے کانٹے بدلتے' اور گفتگو اس انداز سے فرماتے کہ کسی کے کان میں کھجلی تک نہ ہوتی' آپ کے بیٹوں میں آپ کا عکس آیا ہے اور والد محترم کی طرح کسی دنیاوی مصلحت کے لئے کوئی لچک نہیں۔ دین' مزاج' اور طبیعت کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو دستر خوان اور گاڑی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ کمال شاہ جیؒ سے آیا ہے ان کے دائیں بائیں والے ساتھی دیکھ کر چلتے تھے انہیں (شاہ جیؒ) منانا مشکل ہوتا تھا۔ ان کے (شاہ جیؒ) جذبات الفاظ شعر سب کچھ منجانب اللہ ہوتے تھے۔ مولانا نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی صاحب امارت کے لئے نہیں مانتے تھے۔ چھ ماہ مجلس بغیر امیر کے رہی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خاص تدبیر نے انہیں ماننے پر مجبور کر دیا۔ محاذ ختم نبوت پر کام کرنے والوں کی تمام علماء کرام تکریم کرتے تھے۔ قاضی صاحب "خوش لباس' خوش خوراک تھے اور گفتگو میں بھی نزاکت ہوتی تھی' چھ ماہ میں منوایا گیا' جماعت کے نظم اور وجود کو مدنظر رکھ کر تمام احباب یہ چاہتے تھے کہ امیر قاضی صاحب ہوں' مولانا محمد علی جالندھریؒ سے پہلے تقریر فرماتے' ایک جلسہ میں مولانا نے پہلے تقریر فرمائی تو بعد میں فرمایا کہ بھائی محمد علی نے میری اور اپنی تقریر کر لی ہے وہ دور تعریف وستائش کا نہیں ہوتا تھا' آج تو ہر آدمی دس منٹ کے بعد تعریف سننا پسند کرتا ہے' اپنے دور امارت میں ضروری عنوانات پر دستخط فرمائے' مولانا نے رفقاء کو ہدایت کی اور کہا کہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اسی میں خیر اور کامیابی ہے۔

سادہ اور آسان معاش

منشی ذاکر حسین نعمانیؒ

معیشت کا مسئلہ اتنا گھمبیر اور مشکل بن گیا ہے کہ اس کے صحیح حل کا راستہ ماہرین معاشیات کو نظر نہیں آ رہا۔ ساری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے۔ اگر لوگ اسلامی تعلیمات کو اپنائیں تو دیگر مسائل کی طرح اسلام میں اس کا بھی بہترین حل موجود ہے جس میں کسی خاص اجتماعی منصوبہ بندی کی ضرورت بھی نہیں بلکہ انفرادی طور پر اس کو لوگ حل کر سکتے ہیں۔ ہر طرف سے یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ مہنگائی ہے' وسائل معاش کم ہیں یا ان پر اجارہ داروں کا قبضہ ہے۔ معاشی انصاف مفقود ہے۔ مادہ پرستی اور مادیت کی دوڑ کا دور ہے اس نفسا نفسی کے عالم میں غریب لوگوں کا جینا مشکل ہو گیا ہے۔ واقعی اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو معیشت اور وسائل معیشت بے رحم درندوں کی مضبوط اور آہنی گرفت میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایسے بے رحم اور قوی درندے کے منہ سے نوالا چھیننا یا ان کے ساتھ خوراک میں شریک ہونا موت کو دعوت دینا ہے۔ ان غلط معاشی پالیسیوں اور معاشی ناانصافیوں کے حل کے لئے ماہرین ہر وقت سوچتے رہتے ہیں لیکن مسئلہ جوں کا توں ہے لیکن اسلام کی برکت سے ہمارے پاس اس کا سیدھا اور آسان حل موجود ہے اس پر عمل کرنا مشکل بھی نہیں اور نہ کوئی آپ کے سامنے رکاوٹ بن سکتا ہے' وہ ہے سادگی والی اسلامی معیشت یعنی زندگی۔

اگر ہم پر تکلف' پُر آسائش' اسراف و عیاشی اور مادیت والی زندگی کو چھوڑ کر سادہ اور قناعت والی زندگی بسر کرنا شروع کر دیں تو کافی حد تک ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس موضوع کے اندر کافی وسعت ہے اس کے ہر پہلو پر مکمل سیر حاصل بحث کرنے سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن اس مختصر مضمون میں اس کی بعض اہم اور ضروری باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مال کمانا کسی کے اختیار میں نہیں کہ کتنا مال آئے گا' بعض اوقات آنے والا قیمتی مال بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے لیکن مال کا خرچ تو ہر آدمی کے اختیار میں ہے' اس لئے اول مال کے خرچ کرنے کا ایک ضابطہ ہونا چاہئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

پہلے سوچ لیا کہ یہ خرچ کرنا موافق حکم الٰہی کے ہے یا نہیں؟ اگر ہوا خرچ کیا' ورنہ نہ کیا اور اس حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی معصیت میں خرچ کرتا ہے تو مطلقاً ناجائز اور اگر اطاعت میں خرچ کرتا ہے تو اگر وہ اطاعت حد وجوب و فرضیت تک پہنچی ہے مثلاً زکوۃ وغیرہ تو خرچ کرنا فرض اور واجب ہے اور اگر حد نفل تک ہے' جیسے معمولی خیر خیرات تو اگر کسی عیال وغیرہ کا اس میں حق ضائع ہوتا ہو خرچ کرنا جائز اور اگر کسی کا حق ضائع نہیں ہوتا لیکن خود پریشان ہو کر صبر نہ کر سکے گا تو بھی ناجائز' ورنہ جائز اور اگر وہ محل نہ طاعت ہے نہ معصیت بلکہ مباح ہے جیسے فواکہ و لذائذ میں تو اگر نیت تقویت علی الطاعت کی ہے تو ثواب ہے اور اگر نیت تقویت علی المعصیت کی ہے تو گناہ ہے اور اگر محض دل خوش کرنا ہے تو مباح ہے۔ (بیان القرآن)

سادہ معاش کی حقیقت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اپنے آپ کو ناز و نعمت میں پرورش کرنے سے بچاتے رہنا' اس لئے کہ اللہ کے نیک بندے ناز و نعمت میں لگنے والے نہیں ہوتے۔"

خوراک کی سادگی:

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں اپنی وفات تک کبھی جو کی روٹی بھی دو دن لگاتار پیٹ بھر کو نوش نہیں فرمائی۔ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ کبھی چپاتی نہیں کھائی تکلف کی طشتریوں میں کبھی نہیں کھایا۔ کھانا بہت ہی غریبوں کی طرح بیٹھ کر کھاتے' اگر کوئی جو کی روٹی اور بد مزہ چربی کی دعوت کرتا اس سے بھی عذر نہ فرماتے' کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے۔

لباس کی سادگی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا' فقیرانہ اور درویشانہ زندگی تھی' عام لباس آپ ﷺ کا تہبند اور چادر' کرتہ اور جبہ اور کمبل تھا' جس میں پیوند لگا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو سبز لباس پسند تھا'

آپ ﷺ کی پوشاک عموماً سفید ہوتی تھی' سرخ اور سبز خطوط والی یمنی چادر تھی' سر سے چمٹی ہوئی ٹوپی تھی' اونچی ٹوپی کبھی استعمال نہیں کی' عمامہ کے نیچے ٹوپی کا التزام تھا۔

بستر:

آپ کا گدا ایک چمڑا کا ہوتا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی' بسا اوقات ایک بوریے پر سویا کرتے تھے' حصیر (بوریا) آپ کا بستر تھا۔

نعلین:

نعلین مبارکین چپل کے طرز کے تھے' نیچے ایک تلا اور اوپر دو تسمے لگے ہوتے تھے' جن میں انگلیاں ڈال لیتے تھے' اندازہ لگائیں سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ معاشی کا' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۲ لاکھ مربع میل رقبہ کے فرمانروا ہیں' لیکن ان کی قمیض میں پیوند لگے تھے۔ حضرت احنف بن قیس ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس تھے' ایک پیالہ میں جو کی روٹی اور روغن زیتون لایا گیا۔ حضرت احنف کو آپ نے کھانے میں شرکت کی دعوت دی مگر احنف سے سادہ کھانا نہ کھایا گیا۔ حضرت احنف نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ صلاح دی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو وسعت عطا فرمائی ہے' اگر اپنی خوراک اچھی رکھیں اور کشادگی سے کام لیں تو اچھا ہوگا۔ حضرت حفصہؓ نے یہ سفارش حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کی' حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ تین آدمی ایک دوسرے کے ساتھی بنے پھر ایک ساتھی ایک راستہ اختیار کر کے آگے چلا گیا پھر دوسرا بھی اسی راہ سے آگے چلا گیا اب اگر تیسرا ساتھی اس راہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے تو کیا یہ اپنے ساتھیوں کو پالے گا۔ حضرت حفصہؓ نے کہا نہیں' تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہمارے نبی دنیا سے تشریف لے گئے اور دنیا کے لذائذ سے کچھ نہ لیا' پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی اسی راہ پر گامزن رہے اب اگر عمر دنیاوی لذتوں میں مشغول ہو گیا تو ان حضرات تک کیوں کر رسائی پا سکتا ہے؟

ترک تکلف:

اس سادہ زندگی کے ساتھ تکلف میل نہیں کھاتا' زندگی کے تمام پہلوؤں میں تکلف کو ترک کرنا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' ترک زینت ایمان کے شعبوں میں سے ہے' مومن کی تمام تر توجہ آخرت کی طرف ہوتی ہے' ایسی زینت جس میں توجہ اور وقت صرف کیا جائے' ورنہ فی نفسہ اسلام میں زینت اور صفائی مطلوب ہے' اسلام کی مطلوبہ ظاہری طہارت اور موجودہ میک اپ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نماز پڑھتے نہیں اور غسل خانوں میں گھنٹوں وقت ضائع کرتے ہیں۔ ٹوتھ پیسٹ' غسل' صابن' تیل' کنگھی' بالوں کا ڈرائی کرنا' فل میک اپ' کپڑوں کی استری' لباس کی میچنگ' بوٹوں کی پالش وغیرہ ایسے امور ہیں' جس نے زندگی میں وقت جیسا قیمتی سرمایہ ضائع کر دیا ہے' اس پر تکلف میک اپ کے ساتھ وضو اور نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر امور میں بھی تکلف کا ترک مطلوب ہے۔

حدیث میں آتا ہے: حضرت عباسؓ نے بلا ضرورت بالا خانہ بنایا تھا' تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کو منہدم کر دو۔

دوسری حدیث میں ہے: ایک بلند قبہ پر گزرے تو پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں کا ہے' جب وہ صاحب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔

ترک تکلف کی ترغیب:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اپنے ہاتھوں کو دھو کر ان میں پانی پیا کرو۔'' اس لئے کہ کوئی برتن ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ نہیں۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ بھی گلاس وغیرہ کا کام دے سکتا ہے' کتنی بے تکلفی ہے۔

مباح تفریح:

سادہ طرز زندگی اور تکلف سے پاک معاش کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی جائز اور مباح تفریح سے لطف اندوز نہ ہو۔ اس سادہ طرز زندگی کے ساتھ جائز سیر و تفریح کر سکتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبزے اور رواں پانی کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: مباح سے نفع حاصل کرنا کمال زہد کے منافی نہیں' جب تک اس میں غلو نہ ہو بخلاف خشک لوگوں کے۔

اس حدیث سے سیر اور تفریح کا جواز ثابت ہے لیکن آج کل تمام تفریح گاہیں برائی اور بے حیائی کے اڈے بن گئے ہیں' اگر کوئی ایسا وقت کسی کو معلوم ہو کہ مرد و زن کا اختلاط اور بے حیائی کے مناظر اس وقت نہیں تو سیر کے لئے چلا جائے ورنہ کوئی سمندر' دریا' پارک' پہاڑی مناظر' تاریخی مسجد اور خوبصورت مقام ایسا نہیں جہاں بے حیا لوگوں کا ہجوم نہ ہو' اس لئے بہت محتاط رہنا چاہئے۔

الحاصل کثرۃ مباح میں انہماک صحیح نہیں ورنہ فی نفسہ مباح سے لطف اندوز ہونا جائز ہے۔

بخل:

سادہ طرز زندگی میں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ کہیں بخل کی حدود کو چھونا شروع نہ کر دے' کیونکہ کہ بخل شریعت کے نزدیک مذموم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میری

امت میں فساد کی ابتدا بخل ہے۔ اسی طرح فرمایا: ''بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' شریعت نے انفاق مال کے جو راستے متعین کئے ہیں' ان میں خرچ نہ کرنا بخل ہے۔ مثلاً زکوٰۃ' حج' قربانی یا کسی کا واجب نفقہ جو اس کے ذمہ ہو۔

اظہار نعمت:

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال کی وسعت دی ہے تو سادہ اسلامی زندگی کے ساتھ ساتھ مال کی نعمت کا تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کبھی کبھی اظہار کر سکتا ہے' اس لئے اگر مال داری کے کچھ اثرات بدن وغیرہ پر ظاہر ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں' ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ایسی چادر تھی' جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔ دوسری طرف پوری زندگی سادہ تھی۔ حدیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندے کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو بندے پر اس کا اثر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: منجملہ شکر نعمت کے یہ بھی ہے کہ اس کا اظہار کیا جائے' لیکن اس اظہار نعمت میں غرور و تکبر اور فخر سے بچنا بہت ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے غرور سے بچتے رہنا چاہئے اور ضرورت کے بقدر نعمتوں کا استعمال قابل ملامت نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کھاؤ پیو اور پہنو مگر فخر اور غرور سے بچتے رہو۔ بڑی جامع حدیث ہے ماکولات' مشروبات اور ملبوسات میں اظہار نعمت کی مشروط اجازت ہے' شرط یہ ہے کہ تکبر و غرور نہ ہو۔

آسان معاش کے حصول کا طریقہ:

۱:...... اخراجات میں کمی کرے' ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے۔ ارشاد ہے جو خرچ میں میانہ روی اختیار کرے وہ فقیر نہیں ہوتا۔

۲:...... اگر بقدر ضرورت میسر ہو تو آئندہ کی فکر نہ کرے۔ ارشاد ہے کہ اپنے اوپر زیادہ غم سوار نہ کرے جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا' جتنی روزی تمہاری ہے وہ آ کر رہے گی۔ ارشاد ہے: طالب دنیا کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ زیادہ کی حرص فضول ہے۔

۳:...... معاش میں توکل بھی ضروری ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ''اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق دیں گے جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔''

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ''اس میں صراحتاً توکل کی تعلیم ہے اور کسب معاش کی سعی کی طرف بھی اشارہ ہے' کیونکہ پرندوں کی صبح و شام کی آمد و رفت طلب معاش کی سعی ہے۔''

۴:...... قناعت کے فوائد پر غور کرے' مثلاً قناعت کے ساتھ اسراف' اشراف' تبذیر' تکلف اور سوال جیسی مذموم چیزوں سے نجات ملتی ہے اور استغنا جیسی قیمتی دولت ملتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''آدمی کی عزت لوگوں سے اس کے استغنا میں ہے۔''

۵:...... مالداروں اور دنیاداروں کے انجام پر سوچے' فرعون' ہامان' قارون' شداد وغیرہ بے دین مالداروں کے انجام پر نظر رکھے۔ اس کے مقابلہ میں نیک مسلمان فقرا کے حالات پر غور کرے' خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو پسند کیا' اگرچہ آپ ﷺ کا فقر اختیاری تھا' لیکن پھر بھی مالداری کو پسند نہیں کیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے: دنیا میں مومن کا تحفہ فقر ہے' زیادہ فقر جو حدیث کی رو سے آدمی کو کفر تک پہنچاتا ہے تو وہ دین سے دور لوگوں کا غیر اختیاری فقر ہے۔

۶:...... مال کی زیادتی کے خطرات سوچیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہارے اموال اور اولاد فتنہ و آزمائش ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' مال کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے' ضروری نہیں کہ ہر مالدار سخت گناہگار بھی ہو لیکن پھر بھی بعض کبیرہ گناہوں کا تعلق مال کے ساتھ ہے' مثلاً شراب' جوا' زنا' قتل' سود خوری' تکبر' غرور' حسد عجب' فخر' حرص' بخل اور لمبی امیدیں وغیرہ ایسے گناہ ہیں جو اکثر مال والوں میں پائے جاتے ہیں۔ آدمی یہ تصور کرے کہ مبادا مال کی زیادتی کی وجہ سے مذکورہ گناہوں میں مبتلا ہو جاؤں' لہٰذا موجودہ سادہ معاش ان گناہوں والی معاش سے بدرجہا بہتر ہے۔

لوگ سادہ معاش کی طرف کیوں نہیں آتے؟

جو لوگ سادہ زندگی کو پسند نہیں کرتے ہیں' وہ دنیا کی حقیقت سے بے خبر ہیں' اگر دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت کا یقین دلوں میں جگہ پکڑ جائے تو دنیا میں معمولی عیش کو بھی غنیمت جانیں گے۔ جس طرح بھی زندگی بسر ہو اس پر صابر اور شاکر رہیں گے' شہر کے اندر مقامی بسوں میں لوگوں کو سفر کرتے ہوئے دیکھیں کوئی سیٹ پر بس کے اندر بیٹھتا ہے کوئی بس کے اندر کھڑا ہے کوئی بس کے گیٹ کے ساتھ لٹکا ہوا ہے' کوئی بس کی چھت پر بیٹھا ہوا ہے' آرام دہ وہ ہے جس کو سیٹ ملی ہے بقیہ مسافر سب تکلیف میں ہیں' لیکن پھر بھی یہ سفر ان کے روز مرہ کا معمول ہے' اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ میل دو میل کا سفر ہے کسی طرح طے ہو جائے گا' اس کے بعد گھر میں آرام کے ساتھ رہیں گے۔ اپنے اس روز مرہ کے سفر کو معمولی سمجھ کر روزانہ بس میں اگر جگہ ملے یا نہ ملے خود کو کسی طرح بس میں ایڈجسٹ (سمانے) کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اسی طرح دنیاوی سفر کو طے کرنے کے لئے معیشت کی گاڑی میں کسی طرح خود کو ایڈجسٹ کرنا چاہئے'

معیشت کی گاڑی کی جس درجہ میں جگہ مل گئی منزل (آخرت) تک پہنچ جائے گا' اب اگر آدمی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے سفر کو مختصر سمجھ کر معیشت کی گاڑی کی سادگی والے درجہ میں بیٹھ کر اپنے اس فانی سفر کو طے کرنا شروع کر دے تو آخرت کے سنورنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی۔

دنیا کی حقیقت:

سادہ زندگی کو اپنانے کے لئے دنیا کی حقیقت کو جاننا چاہیے ورنہ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے سادہ معاش کی طرف لوٹنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال ومقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو ولعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال اور دنیوی ہنر و مال میں) اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے' یعنی مقاصد دنیا کے یہ ہیں کہ بچپن میں لہو ولعب کا غلبہ رہتا ہے اور جوانی میں زینت و تفاخر کا اور بڑھاپے میں مال و دولت آل و اولاد کو گنوانا اور یہ سب مقاصد فانی اور خواب وخیال محض ہیں۔ (بیان القرآن)

اس آیت میں دنیا کی حقیقت کی اتنی بہترین اور واضح منظر کشی ہوئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے' دنیا کی محبت کی وجہ سے مادیت کی دوڑ میں زبردست مقابلہ ہے' لوگ ایک دوسرے سے دنیاوی ہر میدان میں بڑھنا چاہتے ہیں' اس تسابق کے لئے مال چاہئے اور مال کے لئے ذرائع ضروری ہیں' جس کی دو قسمیں ہیں: حلال اور حرام' مادہ پرست انسان حصول مال کے ذرائع میں جائز اور ناجائز کا فرق نہیں کرتا' غریب آدمی مادہ پرستوں کی دوڑ میں شریک ہونا چاہتا ہے لیکن مجبوراً پیچھے رہ جاتا ہے پھر اس کی زبان پر شکوہ و شکایت ہر وقت جاری رہتی ہے۔

تنگ معیشت والوں کا علاج:

اگر غور کیا جائے تو حقیقت میں بہت کم لوگوں کی معیشت بظاہر تنگ ہے' ان کا علاج تو یہی ہے کہ سادہ معیشت کو اپنائیں اکثر لوگوں کی معیشت تنگ ہوتی ہے' لیکن حقیقت میں تنگ نہیں ہوتی بلکہ یہ تنگی معیشت خود ان کا اپنا اختیاری فعل ہے۔

چادر کے مطابق پاؤں نہیں پھیلاتے غیر ضروری اشیاء کی بھرمار ہے جوتوں کے کئی جوڑے' کپڑوں کے درجنوں جوڑے' برتنوں کے مختلف سیٹ' ڈیکوریشن پیسز' ہر چیز میں میچنگ اور پھر یہی لوگ تنگی معیشت کو روتے ہیں' میرے خیال میں ان کا یہ رونا اختیاری رونا ہے' ان غیر ضروری اشیاء پر دولت صرف کرنے کے لئے ان کو کس نے مجبور کیا؟ معاشرہ کا ایک فرد اگر تھوڑی دیر کے لئے سوچتا ہے کہ یہ اشیاء غیر ضروری ہیں اگر نہ ہوں تو کچھ فرق نہیں پڑتا پھر فوراً اس کو دوسرے گھرانوں کا خیال آتا ہے کہ ان کے پاس یہ اشیاء سب موجود ہیں اور میرے پاس نہیں' کیا میں ان سے کم ہوں' میں کیوں ان سے پیچھے رہوں' ان اشیاء کے بغیر جاننے والوں میں کیسے زندگی بسر کروں گا' کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔

ان خیالات نے لوگوں کی زندگی کو اجیرن کر دیا ہے' اسلام نے ان کا علاج بتلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب آدمی کسی ایسے شخص کی طرف دیکھے جو مال میں یا صورت میں اپنے سے اعلیٰ ہو تو ایسے شخص کی طرف بھی غور کرے' جو ان چیزوں میں اپنے سے کم ہو۔''

یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ جو لوگ تنگی معیشت کا رونا روتے ہیں ان کی غلطی یہ ہے کہ مال میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھتے ہیں پھر ان کی برابری کا سوچتے ہیں' اسی طرح ان تک کے پہنچنے کے لئے اپنی زندگی کو عذاب میں ڈال دیتے ہیں' یہ لوگ اگر مال میں اپنے سے کم پر نظر رکھتے تو بات تنگی معیشت تک نہ پہنچتی۔

رزق کے لئے زیادہ تگ ودو اور فکر کی ضرورت نہیں:

حدیث میں آتا ہے: دنیا حاصل کرنے کی سرسری کوشش کرو' انہماک نہ کرو' ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہے۔ اگر زیادہ کمالیا تو نہ زیادہ کھا سکتا ہے اور کھائے گا بھی تو فائدہ نہیں۔ حدیث میں ہے: جب تم میں کوئی شخص کھانے میں تقلیل کرتا ہے تو اس کا باطن نور سے بھر جاتا ہے۔

لہٰذا ننانوے کے پھیر میں پھنسنا صحیح نہیں' جتنا زیادہ کمائے گا اگر حلال ہوا تو حساب دینا پڑے گا اگر حرام ہے تو عذاب کے لئے تیار رہے۔ مال کی زیادتی کا نتیجہ حساب یا عقاب (عذاب) ہے۔

بہتر معاش:

معیشت کی تنگی دور کرنے کے لئے کوئی کہتا ہے کہ وسائل معاش بڑھاؤ' کوئی کہتا ہے مالداروں سے دولت اور وسائل معاش چھین لو' کوئی کہتا ہے تعلیم اور وسائل معاش میں مساوات پیدا کرو لیکن آسان بہتر اور سادہ معاش کی طرف آنے کے لئے کوئی تیار نہیں' جس میں نہ اجتماعی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے نہ کسی سے جنگ کی ضرورت ہے نہ کسی کو ناراض کرنا پڑتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین چاہتے تو دنیا میں پرتکلف زندگی گزار سکتے تھے' کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن باوجود سب کچھ کے فقر اور زہد والی زندگی کو ترجیح دے کر امت کے لئے سبق چھوڑ گئے کہ سادہ معاش اختیار کر کے دونوں جہاں کی کامیابیاں حاصل کرو۔

☆☆.........☆☆

دوسری قسط

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اوران کا جواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

۲:...... ''جب حضرت محمد اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کرکے مسلمان ہوسکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کرسکتا؟ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہبی تبدیلی کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا' کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے ''اسلام بذریعہ تبلیغ'' کے بجائے ''خاندانی یا موروثی اسلام'' کو ترجیح دی' کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا' جیسے جیسے آبادی بڑھے گی' مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے' جو تبدیلی چاہے' اسے قتل کردیا جائے' کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں؟''

جواب :...... دین ومذہب کی تبدیلی پر سزائے ارتداد کے اسلامی قانون پر اگر کسی کو بالفرض اعتراض کا حق ہوتا تو اس کے حق دار وہ لوگ تھے جو کسی آسمانی دین ومذہب کے پیروکار ہوتے؟ یا ان کے دین ومذہب کی کوئی اساس وبنیاد ہوتی' جیسے یہود ونصاریٰ وغیرہ۔ رہے وہ لوگ جن کے دین ومذہب کی کوئی اساس وبنیاد ہی نہیں' بلکہ ان کا وجود ہی برخود غلط ہے' ان کو اس بحث میں حصہ لینے یا اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

۲:...... کیا کسی ملک کی قانون ساز اسمبلی اورعوام کے نمائندہ ایوان کی جانب سے جارح اقوام' افراد' چوروں اور ڈاکوؤں کے خلاف قانون سازی پر' چوروں اور ڈاکوؤں یا جارح اقوام کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ یہ اعتراض کریں کہ ہمارے خلاف قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ اور ہماری آزادی پر قدغن کیوں لگائی گئی ہے؟ یا اسی طرح ملک کے اُچکوں' بدمعاشوں اور سماج دشمنوں کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہماری چوری' بدمعاشی اور ڈاکا زنی پر سزا کا قانون پاس ہوا ہے تو چوری' ڈکیتی اور بدمعاشی سے توبہ کرنے والوں کے خلاف بھی سزا کا قانون بنایا جائے؟ لہٰذا جس طرح جارح اقوام' چوروں' ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو' ان کی بدمعاشی اور بدامنی کے خلاف قانون سازی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں' ٹھیک اسی طرح سارقین نبوت' مرتدوں اور زندیقوں کے خلاف قانون ارتداد کی ترتیب ونفاذ پر' ان مرتدین کو بھی دین ودیانت اور عقل وشریعت کی رو سے کسی قسم کے اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے' بلکہ ان کا تحفظ' چوروں' بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کے تحفظ کے مترادف' اور ان کی سرکوبی بدمعاشوں کی سرکوبی کی مانند ہے۔

۳:...... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنا مذہب بدل کر مسلمان ہوں تو ان پر سزائے ارتداد کا اجرا نہیں ہوتا' تو...... نعوذ باللہ!...... مسلمانوں کے مرتد ہوکر یہودی' عیسائی یا کسی دوسرے دین کو اپنانے پر یہ سزا کیونکر جاری ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

الف:...... بائبل میں بھی مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہی ہے' چنانچہ خروج: باب ۲۲' آیت: ۲۰ میں ہے:

''جو کوئی واحد خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کردیا جائے۔''

ب:...... جہاں تک اس سوال کا تعلق

ہے کہ یہودی' عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں' بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں' بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط؟...... اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت...... یہودیت بھی اپنے باطل و منسوخ شدہ دین کے بارہ میں شدید تعصب کا شکار ہے' اس لئے کہ اگر وہ اپنے دین و مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر اور متعصب نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ' ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں ہوتی؟

اس سے ذرا اور آگے بڑھئے! تو یہودیت کے تعصب کا اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتل ناحق' ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے' ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرامؑ کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین و شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعہ نیا دین اور نئی شریعت آچکی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز و فلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے ذمہ قرض ہے' وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ آخر ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس لہو بہایا گیا؟

اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟ مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خونِ ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ج:...... یہ تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے حضرات انبیائے کرامؑ اور رسلؑ بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا' جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی انتہا' تکمیل اور اختتام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟

اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی و سرمدی تھیں' تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟

مثلاً: اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی و سرمدی تھی اور اس پر عمل نجات آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہئے تھا' اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟

لیکن اگر بعد میں آنے والے دین' شریعت' کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تھی...... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے...... تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار و تکرار کیوں؟

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی' شریعت اور کتاب آجائے اور پہلا دین' شریعت اور کتاب منسوخ ہو جائے' تو اس منسوخ شدہ دین' شریعت' کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کردی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کردیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کردیا جائے' اب اگر کوئی عقل مند اس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور و قانون پر عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے' تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہٰذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر بغاوت کی سزا دے' تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہوگا؟ یا عدل و انصاف؟ کیا ایسے موقع پر کسی عقل مند کو یہ کہنے کا جواز ہوگا کہ اگر جدید آئین و قانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین و قانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم و منسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے

موت کیونکر نہیں؟

ج:...... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اور ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں' اس سلسلہ میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ سابقہ انبیأ کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں' ورنہ نئے دین' نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے دین وشریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ۔" (آل عمران:۸۱)

ترجمہ:...... "اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

"ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔" (الصف:۶)

ترجمہ:... "اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد' اس کا نام ہے احمد۔"

اسی طرح بائبل میں استثنا' باب:۱۸' میں ہے:

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا' تم اس کی سننا۔"

اسی طرح اسی باب میں مزید ہے:

"اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں' میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔"

(استثنا' باب:۱۸' آیت:۱۷'۱۸)

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور دین وشریعت قیامت تک کے لئے ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں' دنیائے یہودیت وعیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے' تو اس کا ثبوت لاؤ: "قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔" ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا۔

جب کہ اس کے مقابلہ میں آقائے دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا' جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

ا:...... "قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً۔"
(الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ:...... "تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔"

۲:...... "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔" (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ:...... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر۔"

۳:...... "ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:...... "محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے' لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔"

۴:...... "وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔"
(سبا:۲۸)

ترجمہ:...... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا' سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔"

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا:

ا:...... "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ترمذی ج:۲' ص:۴۵)

ترجمہ:...... "میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

۲:...... "انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم۔"
(ابن ماجہ' ص:۲۹۷)

ترجمہ:...... "میں آخری نبی

ہوں اور تم آخری امت ہو۔“

۳:.....”لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی۔“

(مشکوٰۃ‘ص:۳۰)

ترجمہ:...”اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے‘ تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم‘ اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے‘ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا‘ اس لئے جو شخص اس جدید و رائج قانون اور آئین الٰہی کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب‘ جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب...... مثلاً: ہندو‘ پارسی‘ سکھ‘ ذکری‘ زرتشتی اور قادیانی وغیرہ...... میں سے کسی کا اتباع کرے گا‘ وہ باغی کہلائے گا۔ دین و شریعت‘ قرآن و سنت اور عقل و دیانت کی روشنی میں اس کی سزا وہی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہئے‘ اور وہ قتل ہے۔

اسی لئے قانون ارتداد پر قادیانیوں کی طرف سے یہ اعتراض خالص دجل و فریب اور دھوکا ہے کہ:

”کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ تبدیلی مذہب کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا‘ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے اور اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی‘ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا‘ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی‘ مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے‘ جو تبدیلی چاہے اسے قتل کر دیا جائے۔“

کیونکہ یہ قانون مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں‘ بلکہ اسلام دشمنوں کی راہ روکنے کے لئے ہے‘ اس لئے کہ کسی ملک میں انسداد بغاوت اور جرائم کی روک تھام کا قانون کسی ملک کے شریف شہریوں کے خلاف نہیں‘ بلکہ بدمعاشی کی روک تھام کے لئے وضع کیا جاتا ہے۔

اگر قادیانی فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ کسی جرم کی روک تھام پر قدغن لگانا یا اس پر کڑی سزاؤں کا نفاذ‘ اس کی علامت ہے کہ اس ملک کے شریف شہریوں کے بدمعاش اور جرائم پیشہ ہونے کے خوف سے وہ قوانین نافذ کئے گئے ہیں؟ حالانکہ مہذب دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا‘ بلکہ ہر نیک دل حکمران اور شفیق باپ اپنی رعایا اور اولاد کو برائی کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے‘ بعض اوقات از راہ خیر خواہی ان کو سزا بھی دیتا ہے اور معاشرہ کے بدکرداروں کے خلاف قانون سازی کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت تدبیر کرتا ہے۔

اس سے ذرا مزید آگے بڑھئے تو اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کفر و شرک پر عذاب و عقاب اور جہنم کی شدید سزا کا قانون مرتب فرما رکھا ہے‘ کیا نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ماننے والوں کی تعداد میں کمی کا اندیشہ تھا؟ اور اس نے بھی ان کی تعداد بڑھانے کے لئے اس فارمولا کو ترجیح دی ہے؟ اور بذریعہ آبادی اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھانے کے آسان اور موثر فارمولا پر عمل کیا ہے؟ کہ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی‘ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے؟ بتلایا جائے کہ کیا ایسا کہنا عقل و دیانت کے مطابق ہے؟ قانون ارتداد پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ اعتراض کہاں تک جاتا ہے؟

دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں سرے سے جرم و سزا کا کوئی قانون ہی نافذ نہیں ہونا چاہئے‘ اگر ایسا ہو تو کیا اس سے معاشرہ انارکی‘ طوائف الملوکی‘ انتشار‘ تشدد اور بدامنی کی لپیٹ میں نہیں آجائے گا؟ جو لوگ ایسا مطالبہ کریں‘ کیا سمجھا جائے کہ وہ انسانیت کے دوست ہیں یا دشمن؟

(جاری ہے)

> حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے فرمایا: اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے‘ اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام‘ خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہے‘ قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے‘ اور دوسرا بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے‘ خواہ وہ یہودیوں کی ”صیہونی تحریک ہو“ یا دہریت پسندوں کی سوشلسٹ تحریک۔“ (ماخوذ: تحفہ قادیانیت جلد دوم)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۸/۹ اور ۱۰ شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق یکم' ۲/ اور ۳/ نومبر ۲۰۰۶ء بروز بدھ' جمعرات اور جمعہ منعقد ہوا' جس میں مجلس کے مرکزی قائدین کے علاوہ مبلغین نے بھی شرکت کی' جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد ملتان' قاضی احسان احمد کراچی' مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد' مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص' مولانا خان محمد جمالی تھرپارکر' مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ خیرپور میرس' مولانا محمد حسین ناصر سکھر' مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان' مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاولپور' مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر' مولانا عبدالحکیم چیچہ وطنی' مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال' مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور' مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ' مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا' مولانا عبدالستار تونسوی خوشاب' مولانا غلام حسین جھنگ' مولانا عبدالرشید غازی مظفر گڑھ' مولانا عبدالستار حیدری لیہ' مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ' قاری محمد یوسف نقشبندی' قاضی عبدالخالق فیصل آباد' مولانا ذوالفقار طارق' حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ اور مولانا مسعود حجازی منڈی بہاؤالدین نے شرکت کی۔ اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں ہونے والے رد قادیانیت و عیسائیت کورس آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی پر اللہ پاک پروردگار عالم کا شکر ادا کیا گیا' اور کورس اور کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ رمضان المبارک میں مجلس کے مبلغین کی تنظیمی' تبلیغی سرگرمیوں پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور معاونین کی جان' مال' عزت و آبرو کی حفاظت کی دعا کی گئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مبلغ لاہور کی استدعا پر قاری عمر حیات فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کو معاون تبلیغ برائے لاہور کی منظوری دی

رپورٹ: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

گئی' اور اس توقع کا اظہار کیا گیا کہ موصوف اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے لاہور میں مجلس کی بھرپور خدمات سرانجام دیں گے۔

جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں سال رواں سے مرکزی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق درجہ کتب کا اجرا کیا گیا ہے اور جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور کے سابق مدرس مولانا سجاد الٰہی کی خدمات حاصل کر کے مدرس مقرر کیا گیا ہے تمام مبلغین سے استدعا کی گئی کہ وہ درجہ کتب کو کامیاب کرنے کے لئے طلبہ کرام کو متوجہ کریں۔

نئے لٹریچر کی اشاعت:

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری' قادیانیت کیا ہے؟' قادیانیوں سے تعلقات' شیزان سمیت قادیانی مصنوعات سے متعلق لٹریچر چھاپنے کا فیصلہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء کی منتخب اسمبلی نے کافر قرار دیا' جسے آئین پاکستان کی دوسری ترمیم کہا جاتا ہے' ۱۹۸۴ء میں اسمبلی نے آٹھویں ترمیم کے ذریعہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو تحفظ فراہم کیا۔ آٹھ ہائی کورٹوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ وفاقی شرعی عدالت' شریعت اپیلٹ بنچ نے قادیانیوں کی اپیلوں کو خارج کیا سپریم کورٹ کے فل بنچوں نے ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کی توثیق کی۔ مجلس اسمبلی کی آئینی ترمیم اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں لٹریچر تیار کر کے شائع کرتی ہے۔ حکمران قادیانیت اور امریکا نوازی میں اتنے آگے جا رہے ہیں کہ کفر (قادیانیت) کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں اور اسلام پر پابندی عائد کر رہے ہیں' جو کسی صورت میں جائز نہیں اور قرین مصلحت بھی نہیں ہے۔

سہ ماہی کورس ملتان:

سالانہ سہ ماہی رد قادیانیت کورس ملتان سے متعلق اجلاس میں بتلایا گیا کہ ۱۵/ شوال سے شروع ہو کر ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ تک جاری رہے گا۔ کورس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے جید جدا حیثیت میں کامیاب ہونے والے فضلاء شرکت فرمائے

ہیں۔ کورس میں کامیاب ہونے والے حضرات کو مجلس کے شعبہ تبلیغ میں حسب ضرورت وصلاحیت خدمت کا موقع دیا جائے گا۔ اجلاس میں طے ہوا کہ تمام مبلغین انفرادی ملاقاتوں' دروس قرآن و حدیث' خطبات جمعہ میں لٹریچر کو تقسیم کریں تاکہ مسلمانوں میں شعور پیدا ہو۔ مبلغین جہاں دعوت وتبلیغ کے عنوان سے سفر کریں تو بنین وبنات کے مدارس میں بیانات ضرور کریں اور دیگر مکاتب فکر کے علماء و مشائخ سے ملاقات میں کارکردگی پیش کریں اور انہیں لٹریچر پیش کریں' جہاں جہاں مجلس کے مستقل دفاتر ہیں' دفاتر میں ماہانہ درس کا انتظام کیا جائے اور اس کی رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کی جائے۔

اگلے سہ ماہی کے لئے کتاب' احتساب قادیانیت جلد ہم تجویز کی گئی' تفصیل درج ذیل ہے:

شوال المکرم: تعلیمات مرزا تک سات رسائل کا خلاصہ' ذوالقعدہ: اگلے چھ رسائل' ذوالحجہ: باقی رسائل۔

ہفت روزہ ختم نبوت' ماہنامہ لولاک' تمام رفقاء کو ہدایت کی گئی کہ تبلیغی اور اس کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کی اشاعت کے اضافہ کے لئے بھرپور توجہ دیں۔ ایجنسیوں اور خریداروں سے رقوم کی ترسیل کو باقاعدہ بنائیں۔ مجلس کے ترجمان رسائل کی اشاعت کی باقاعدگی' خریداروں سے رقوم کی وصولی تبلیغ کا حصہ ہیں۔ محکمہ پیٹرولیم وسوئی گیس بعض باخبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق منور احمد بصیر مینیجنگ ڈائریکٹر محکمہ سوئی گیس قادیانی ہے' بلوچستان میں بلوچ سرداروں سے اختلافات کو ہوا دے کر انہیں بغاوت پر اکسانے والے قادیانی ہیں جو ملکی حالات کو ابتری کی طرف لے جا کر اپنے لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد الہامی عقیدہ اکھنڈ بھارت کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ نیز ملتان میں باخبر ذرائع کے مطابق پانچ سی این جی سینٹرز قادیانیوں کو دیئے گئے' نیز ایک اطلاع کے مطابق یوٹیلیٹی اسٹورز کا محکمہ بھی قادیانیوں کے سپرد کیا جا رہا ہے تاکہ عوام کو ایک مرتبہ پھر قادیانی دونوں ہاتھوں سے لوٹ سکیں۔

ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ منور احمد بصیر کو اس کے عہدہ سے الگ کیا جائے اور اس کے عہدہ میں ہونے والی تقرری پر نظرثانی کی جائے اور قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔

ایک قرارداد میں باجوڑ ایجنسی میں مدرسہ عربیہ پر بمباری اور اس کے نتیجہ میں شہید ہونے والے اسی سے زائد معصوم طلبا کرام کی المناک شہادت' قرآن پاک اور احادیث رسول پر مشتمل کتابوں کے پرخچے اڑانے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور امریکی افواج کو پاکستان میں داخل ہوکر پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ اس قسم کے واقعات سے پاک فوج کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو رہا ہے' اور کہا گیا کہ جو حکمران اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے' انہیں ملک پر مسلط رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں' لہٰذا حکمران استعفیٰ دے کر ملکی معاملات اہل افراد کے سپرد کریں۔

تبلیغی پروگرام:

۱۸/نومبر قائد آباد' ۲۰/نومبر وہوا' ۲۱/نومبر شیر گڑھ' ۲۴/نومبر سکھر' ۲۶/نومبر اٹک' ۲۷/نومبر سرائے نورنگ' ۲۸/نومبر کوہاٹ' ۳۰/نومبر مانسہرہ' ۱۶/دسمبر حویلی لکھا ضلع اوکاڑا' ۱۷/دسمبر ڈاہرانوالہ بہاولنگر' ۱۸/دسمبر مروٹ' ۲۰/دسمبر مظفر گڑھ۔ ☆☆☆

ریتڑہ سے قادیانیت کا صفایا فرخ ملکانی نے اپنے تمام شکوک وشبہات دور کر دیئے

تونسہ/ریتڑہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا عبدالعزیز لاشاری نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ فرخ شبیر ملکانی کے دادا نے ایک سو سال قبل قادیانیت قبول کر لی تھی' اس کا والد شبیر ملکانی بھی قادیانی تھا' اس کی موت کے بعد مسلمانوں کے اندر فرخ شبیر کے بارہ میں شکوک وشبہات تھے کہ یہ قادیانی ہے اس کے خاندان کے لوگ مسلمان تھے۔ اس سے مکمل نفرت کرتے تھے' مگر جمعۃ الوداع کے موقع پر عیدگاہ ریتڑہ کے امام مسجد قاری محمد اسلام امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ریتڑہ کے سامنے اجتماع عام میں قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی اور باضابطہ اعلان کیا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے' اس پُر وقار موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالعزیز لاشاری اور اہل علاقہ نے فرخ شبیر ملکانی کو مبارکباد پیش کی۔ استقامت کے لئے دعا کی۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری نے عید نماز کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ریتڑہ کے علاقہ کا یہ آخری آدمی ہے جس نے قادیانی خاندان سے قادیانیت کو چھوڑ کر اس علاقہ سے قادیانیت کا صفایا کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت آئے گا قادیانیت کا نام ونشان بھی نہیں رہے گا۔ اس خوشی کے موقع پر تحصیل تونسہ کے امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا امان اللہ کوٹ قیصرانی' مولانا محمد رمضان خطیب جامع مسجد ریتڑہ' مبی قیصرانی کے ناظم جماعت جناب امیر اللہ بگٹی' ضلع ڈیرہ غازی خان کے امیر مولانا غلام اکبر ثاقب ڈویژنل امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن غفاری اور علماء کرام نے فرخ شبیر ملکانی کو مبارکباد پیش کی۔

خبروں پر ایک نظر

قادیانیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد مرزا قادیانی کو نبی مان کر اسلام سے غداری کی ہے: مولانا محمد اکرم طوفانی

سرگودھا (رپورٹ: محمد اسد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور شبابِ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک ماہانہ اجلاس دفتر ختم نبوت سرگودھا میں منعقد ہوا' جس میں مولانا محمد اکرم طوفانی دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہ مان کر اسلام سے غداری کی ہے۔ قادیانیوں نے اسلامی عقائد کو مسخ کر کے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے' جس کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو نیا نبی قرار دیا ہے' انہوں نے مزید کہا کہ ہر قادیانی مرزا قادیانی کو اپنے دوستوں' اپنے تعلق والوں اور اپنے ہمسایوں میں متعارف کرواتا ہے' بحیثیت مسلمان کیا ہمارا فرض نہیں بنتا ہے کہ ہم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ختم نبوت کا پرچار ہر دکان' ہر گلی' ہر بستی اور ہر محلہ میں کریں' ہمارا دین سچا' ہمارا خدا سچا' ہمارا نبی سچا' تمام حاضرین نے وعدہ کیا کہ ہم ہر جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ختم نبوت کی بات کریں گے۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا اور شبابِ ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا علامہ نور محمد ہزاروی نے اپنے مخصوص انداز میں ختم نبوت کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا' انہوں نے کہا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں' ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے' انہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ تمام مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے فی الفور برطرف کیا جائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پُرامن تبلیغی و اصلاحی کام کی تحسین کی' انہوں نے کہا کہ مجلس امت کے ایمان کی حفاظت کرتی رہے گی اپنے مشن کو آگے بڑھانا ہماری زندگی کا مقصد اصلی ہے' پروگرام کے آخر میں شبابِ ختم نبوت کی طرف سے طعام کا انتظام کیا گیا' تمام سامعین نے طعام میں بھی شرکت کی۔ مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم ہوا اور شبابِ ختم نبوت میں شرکت کے لئے کافی نوجوانوں نے نام درج کرائے اس پروگرام میں تقریباً ڈھائی سو نوجوانوں نے شرکت کی۔ دریں اثنا شبابِ ختم نبوت کے دفتر جامع مسجد سراج المساجد جناح کالونی میں پروگرام شروع ہوا' پروگرام کی ابتدا تلاوت قرآن کریم سے ہوئی' اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر اور شبابِ ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا مفتی نور محمد ہزاروی صاحب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ قادیانی خواہ چاند پر بھی چلے جائیں ہم ان کا تعاقب کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی حفاظت ہمارا اولین فرض ہے' ہم قادیانیوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ غور کریں اور اس ناپاک دلدل سے نکلنے کی فکر کریں۔ اس کے بعد شبابِ ختم نبوت کے سٹی صدر محمد عاصم [illegible] نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سرگودھا کے ہر [illegible] اور ہر محلے میں شبابِ ختم نبوت کے یونٹ [illegible] کردیے گئے' ہر بازار میں بھی ہمارے [illegible] موجود ہیں' ان کے پاس لٹریچر بھی وافر مقدار [illegible] موجود ہے وہ ان سے حاصل کریں یا براہ راست [illegible] ہم سے حاصل کر سکتے ہیں' انہوں نے کہا کہ [illegible] ختم نبوت کا وسیع نیٹ ورک سرگودھا میں [illegible] ہے' انہوں نے ختم نبوت کے علماء اور مبلغین [illegible] اپیل کی ہے کہ وہ بھی سرگودھا کی طرح ہر [illegible] ختم نبوت کے یونٹ بنائیں۔ پروگرام [illegible] ڈپٹی سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا [illegible] اکرم طوفانی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

حکومت قادیانی قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرے

ننکانہ صاحب (نامہ نگار) مرزائی [illegible] افسران اپنی آخرت کو بھی یاد رکھیں' آئین پاکستان کی توہین قابل برداشت نہیں ہے' حکومت [illegible] قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ نے اپنے [illegible] اہم جلاس میں علاقہ کی سنگین صورت حال کا [illegible] لیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو لگام دے اور ان کو آئین پاکستان کا پابند بنائے اور قادیانیوں کی طرف سے ایک [illegible] شہری کے قتل پر نوٹس لے اور مجرموں کو قرار [illegible] سزا دے۔

تحصیل تونسہ میں ختم نبوت ضلع ڈیرہ کے امیر کا تبلیغی دورہ و تحصیل باڈی کی تشکیل

ریتڑہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن لغاری کے ہمراہ جماعتی وفد جس میں صاحبزادہ ابوبکر صدیق' حافظ نور محمد اظہر' حافظ عبدالمجید تونسوی' ملک محمد رفیق کمبلو شامل تھے۔ تحصیل تونسہ شریف کا تبلیغی دورہ کیا' تونسہ' ریتڑہ' ترین' ٹبی قیصرانی کے جماعت ختم نبوت کے اراکین سے ملاقاتیں کی اور جماعتی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ ریتڑہ میں مولانا عبدالعزیز لاشاری اور قاری محمد اسلم صاحب نے امیر جماعت ریتڑہ سے ملاقات کی' فرخ ملکانی کے مسلمان ہونے پر مبارکباد دی' فرخ ملکانی کے بارہ میں مسلمانوں میں شکوک وشبہات تھے کہ یہ قادیانی ہے' مگر فرخ ملکانی نے ایک مسلمانوں کے اجتماع میں تردید کر دی۔ بعدازاں ریتڑہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کی تمام یونٹیوں کے اراکین کا ایک اجلاس ہوا' جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا عبدالرحمٰن غفاری نے کی۔ تحصیل تونسہ شریف کی باڈی تشکیل پائی جس میں طے پایا گیا کہ تحصیل تونسہ شریف کے سرپرست مولانا غلام فرید قیصرانی ہوں گے' جبکہ امیر: مولانا امان اللہ کوٹ قیصرانی' نائب امیر: قاری محمد شریف تونسہ شریف' ناظم: مولانا عبدالعزیز لاشاری ریتڑہ' خزانچی: امیر اللہ بگٹی ٹبی قیصرانی' ناظم نشرواشاعت: مولانا عبدالغفور سبحانی وہوا۔ تحصیل باڈی کی تشکیل کے بعد جماعتوں کے علماء کرام اور اراکین سے مولانا عبدالرحمٰن غفاری نے خطاب کیا۔ مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی جلال پوری کی ضلع راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں تبلیغی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا' اور اعلان کیا کہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ریتڑہ میں ہی تحصیل سطح پر ایک تربیتی کنونشن ہوگا' جس میں مرکزی جماعت کے نمائندہ علماء کرام شریک ہوں اسی طرح محرم الحرام میں ڈیرہ غازی میں ضلع سطح پر تربیتی کنونشن ہوگا اور مولانا اللہ وسایا نگی گدوڑ کی یاد میں جلسہ عام ہوگا۔ مارچ/اپریل میں راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان کے اہم مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں ہوں گی' جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شریک ہوں گے۔ جماعتی اراکین نے عزم کیا کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں جماعتی کام اسی طرح کیا جائے گا' جس طرح مولانا اللہ وسایا نگی گدوڑ کی زندگی میں ہوتا تھا۔

قادیانی پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں

ٹنڈوآدم (نامہ نگار) عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب آئین پاکستان کے حدود میں رہتے ہوئے' ہمارا اولین فرض ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی و اصلاحی ادارہ ہے' مجلس کا لٹریچر صرف اور صرف دفاعی مواد پر مشتمل ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے کس طرح ہمارے اللہ' نبی ﷺ' صحابہؓ' اہل بیت کی توہین کی؟ قادیانی پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں' ان کے خطرناک عزائم سے کس طرح بچا جائے' باقی جو کام حکومت کے کرنے کا ہے اور کرنا بھی چاہئے اس کا ہم قانونی طور پر مطالبہ کرتے ہیں اور کرتے رہیں کہ قادیانی اسلام کے باغی محمد ﷺ کے غدار اور گستاخ ہیں' انہوں نے کہا کہ جماعت اتحاد بین المسلمین کی داعی ہے' سنی' بریلوی' دیوبندی اور اہلحدیث اگر کسی پلیٹ فارم پر یکجا نظر آتے ہیں تو وہ قیادت امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر' اس لئے حکومت اس پلیٹ فارم کو متنازعہ نہ بنائے اور اپنے لئے مشکلات پیدا نہ کرے۔ مفتی محمد طاہر مکی نے آخر میں قراردادیں پیش کی اور کہا کہ یہ کنونشن' حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر سے پابندی ہٹائے' تمام اسٹیکروں سے پابندی ہٹائے اور قادیانیوں کی اشتعال انگیز اور توہین رسالت سے بھری کتب پر پابندی لگائے۔

قادیانیوں کی اندرون سندھ' بادھی' نوابشاہ' تھرپارکر' میرپور خاص' میں بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کو روکے اور قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنائے۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں' ان کی پاک فوج میں بھرتی پر پابندی عائد کی جائے۔ قادیانی اکھنڈ بھارت کے عقیدہ کے حامی ہیں' اس لئے انہیں پاکستان کے تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کر کے ان کی جگہ سچے پاکستانی بھرتی کئے جائیں۔ شہدائے ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مفتی نظام الدین شامزی' مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی سمیت تمام شہید ہونے والے علماء کرام کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

یہ کنونشن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنما صاحبزادہ طارق محمود کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور صاحبزادہ حافظ مبشر محمود سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ آخر میں صدر اجلاس علامہ حمادی صاحب نے صاحبزادہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور اجلاس دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

Regd# SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرس[illegible] اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات [illegible] مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کی بیت المال کو مضبوط کریں۔

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جا سکے۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583846-061-451422 فیکس: 0092-61-4542277

اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-2780337 فیکس: 021-2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت